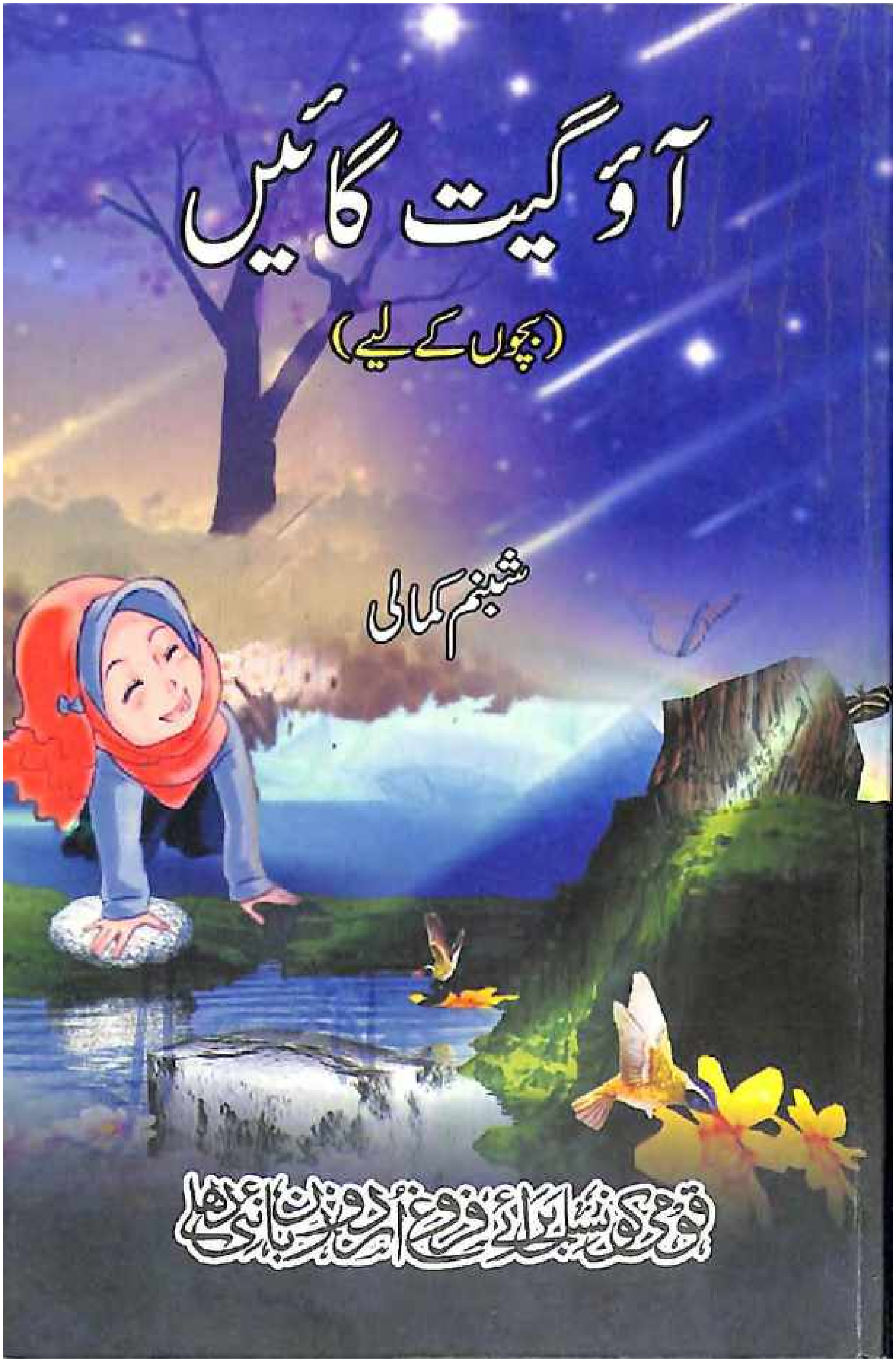
آؤ گیت گائیں
(بچوں کے لیے)
شبنم کمالی
قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی

آؤ گیت گائیں

(بچوں کے لیے)

شبنم کمالی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی-110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت	:	2013
تعداد	:	1100
قیمت	:	-/17 روپے
سلسلۂ مطبوعات	:	1703

Aao Geet Gayein

By: Shabnam Kamali

ISBN :978-81-7587-922-5

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا،
جسولہ، نئی دہلی 110025 فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک۔8، آر۔کے۔پورم، نئی دہلی۔110066 فون نمبر: 26109746
فیکس: 26108159 ای۔میل: ncpulsaleunit@gmail.com
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: لاہوتی پرنٹ ایڈز، جامع مسجد، دہلی۔110006
اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

سیکھنے اور سکھانے کا عمل ایسی پگڈنڈی ہے جس پر رک رک کر، سوچ سوچ کر اور سنبھل سنبھل کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔ انسانی ذہن چیزوں کو نہ صرف قبول کرتا ہے بلکہ رد بھی کرتا رہتا ہے۔ زندگی کے تین اہم پڑاؤ دراصل وسیع تر فکر اور تجربے کے پڑاؤ ہیں۔ انسان کے سیکھنے کا عمل ماں کی گود سے قبر تک جاری رہتا ہے۔ تحریر تخیل کی ایجاد ہے اور تخیل کی تہذیب بھی۔ بچے کا ذہن کسی چیز کا جلد اثر قبول کر لیتا ہے۔ اگر اسے منتخب، نمائندہ اور دلچسپ تحریریں مطالعے کے لیے مل جائیں تو اس کے ذہن کی بالیدگی معیاری خطوط پر ہوتی ہے ورنہ کنفیوژن اور انتشار اسے تاعمر پریشان کرتے رہتے ہیں۔ اردو میں بچوں کے ادب کی مضبوط روایت رہی ہے۔ بڑے ادبا نے بچوں کا ادب تخلیق کیا ہے۔ زمانہ برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔ پیچھے مڑ کر دیکھنا شکست کے مترادف تصور کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں صحیح قدروں کی نشاندہی اور صالح کردار کی ترجمانی اہم فریضہ ہے۔ ماضی کی طرف مڑ کر دیکھنے کا مطلب اس کے رومان میں گم ہو جانا نہیں، بلکہ اس سے سبق حاصل کرنا ہے۔ یہ قلب ماہیت کے لیے ضروری ہے۔ یعنی خارج کی تہذیب کے ساتھ باطن کی تہذیب بھی لازمی ہے۔ نئی ایجادات نے ذہن میں تنوع پیدا کیا ہے۔ تحریر اور قرأت کے ذرائع بدلے ہیں۔ نئی تکنیک نے فکری رویوں کو بدل کر رکھ دیا ہے۔ ایسے میں بچوں میں کتاب اور قلم کی طاقت کا احساس جگانا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔

بچوں کے لیے نظمیں ہوں یا کہانیاں، آج بھی مابعدالطبعیاتی عناصر کے حصار میں ہیں ۔ حقیقت پسندی اور ترقی پسندی کے باوجود ابہام اور ابہام کے بطن سے پیدا ہونے والے حقائق کا اعتراف کرنا چاہیے۔

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے منصوبوں میں ادب اطفال پر بھی توجہ دی گئی ہے جس کا مقصد بچوں کے لیے ایسی کتابیں تیار کرانا ہے جو ذہن کو صالح اقدار، مثبت گفتار اور مستحکم کردار کی طرف مائل کریں ۔ امید ہے ہماری یہ کوشش نتیجہ خیز مراحل سے ہمکنار ہوگی ۔ ہمیں اہل نظر کی آرا کا انتظار رہے گا۔ شبنم کمالی کی شخصیت کی کئی جہتیں ہیں ۔ وہ عالم دین، مدرس، خطیب، اسلامی مفکر، ادیب و شاعر اور سماجی شخصیت کے مالک تھے اور انھیں احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ انھوں نے نعت و حمد میں اپنی انفرادیت قائم کی ہے ۔ بچوں کے لیے انھوں نے کہانیاں اور دلچسپ نظمیں تخلیق کی ہیں جو مختلف رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں ۔ وہ بچوں کی نفسیات کا خاص خیال رکھتے ہیں ۔ ان کی تخلیق 'آؤ گیت گائیں' بچوں کے لیے تحفے سے کم نہیں ۔

ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین
(ڈائرکٹر)

عرضِ مصنّف

1954 سے 1985 تک تقریباً بارہ سال میں نے بچّوں کے لیے نظمیں بھی لکھیں اور کہانیاں بھی جو اندرونِ ملک بچّوں کے مختلف رسالوں میں شائع ہوتی رہیں۔ مطبوعہ کہانیوں کی تعداد پچاس سے زائد ہوگی اور شائع شدہ نظموں کی تعداد بھی سو سے کم نہیں ہوگی۔

چونکہ اب میری طبیعت کا رجحان اصلاحی مقالوں، نعتوں اور غزلوں کی تصنیف و تحریر کی طرف زیادہ ہے وہ بھی علی الترتیب جب فرصت کے مواقع میسّر ہوں۔ ایسی صورت میں بچّوں کی نظموں کو کتابی شکل میں ترتیب دینا اور اس طباعت و اشاعت کے لیے جدّ و جہد کے مرحلوں کو طے کرنا میرے لیے انتہائی دُشوار تھا۔

بحمدہٖ تعالیٰ میری اولاد میں تین لڑکے اور ایک لڑکی حیات سے ہیں، سبھی فرماں بردار وفا شعار اور نیک ہیں۔ اللہ عزّ وجلّ صحت و سلامتی کے ساتھ اُن کی عمریں دراز کرے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین

نیاز کیش
شبنم کمالی

جامعہ اسلامیہ [illegible] دربھنگہ بہار   یکم نومبر 1994

حمدِ ربِ جلیل

خدائی کے مالک وہ عالم کے مولا — تری ذات عالی تری شان یکتا
ترا ذکر بالا ترا حسن اعلیٰ — صفت تری ربِ تبارک تعالیٰ
ترا نور جلوہ فگن چاندنی میں — ستاروں میں خورشید کی روشنی میں
زمیں کا حسیں فرش تو نے بنایا — سکوں بخشِ عالم یہ سبزہ اگایا
درختوں سے زینت زمیں کو عطا کی — حسیں بیل بوٹوں سے رونق بڑھائی
یہ جاڑا یہ گرمی یہ بارش کا موسم — یہ سورج کی کرنیں یہ تاروں کی چم چم
زمیں پہ فلک کا حسیں شامیانہ — خدائی کا یہ خوش نما کار خانہ
درندے چرندے پرندے یہ حیواں — یہ جن و ملک اور یہ نوعِ انساں
ملی ہے جسے بھی یہاں زندگانی — ترا فضل ہے یہ تری مہربانی
کھلانا، پلانا، بنانا، مٹانا — ہنسانا، رلانا، سلانا، جگانا
ترے ہاتھ میں ہے ہر اک کام مولا — ہیں سب تیرے بندے تو مالک ہے سب کا
شب و روز تجھ سے ہماری دعا ہے — یہی مدعا ہے یہی التجا ہے
ہمیشہ ہمیں راہ سیدھی چلانا — ادب ساری دنیا کا ہم کو سکھانا

تری عظمتوں کے سدا گیت گائیں
تری یاد کی دل میں شمعیں جلائیں

نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

پیارے نبی تشریف جو لائے ‏ ‏ رحمتِ عالم بن کر آئے
ذکرِ نبی پھر میں کرتا ہوں ‏ ‏ بادِ صبا اب جھوم کے آئے
اللہ اللہ رب کا پیارا ‏ ‏ جَو کی سوکھی روٹی کھائے
بے کس اور یتیموں کے گھر ‏ ‏ دانہ پانی خود پہنچائے
جاہل وحشی دیوانوں کو ‏ ‏ دینِ خدا کی بات بتائے
مال و دولت پیشِ نظر ہو ‏ ‏ قدموں سے لیکن ٹھکرائے
دین کے دشمن پتھر ماریں ‏ ‏ پیشانی پر بل نہ آئے
دشمن آئے قاتل بن کر ‏ ‏ دین کی دولت لے کر جائے
جابر، ظالم، پاگل انساں ‏ ‏ فیض سے اُن کے جنت پائے
آپ کی عظمت سُبحانَ اللہ ‏ ‏ رُوح امیں بھی دَر پہ آئے
چاند اشارہ سے ہو ٹکڑے ‏ ‏ ڈوبا سورج پھر لوٹ آئے
اُن کی نعت بیاں ہو کس سے ‏ ‏ عرشِ بریں سے جو ہو آئے
میرے خدا تو روحِ نبی پر ‏ ‏ رحمت کی بارش برسائے

پیارے نبی کے نقشِ قدم کو
شبنم چُومے جنت پائے

علم و ادب کی دولت مولا مجھے عطا کر

اے دو جہاں کے مالک مقبول یہ دعا کر   تاریکیٔ جہالت دل سے مرے جدا کر
لطف و کرم کی بارش مجھ پہ مرے خدا کر   کہتا ہوں تیرے آگے میں ہاتھ یہ اٹھا کر
علم و ادب کی دولت مولا مجھے عطا کر

تو رازِ زندگانی مولا مجھے بتا دے   انسانیت کا مجھ کو بھولا سبق پڑھا دے
سوئے ہوؤں کو پھر سے نغمہ مرا جگا دے   تجھ سے یہ التجا ہے پوری مری دعا کر
علم و ادب کی دولت مولا مجھے عطا کر

ہو دور میرے دم سے گلشن کی خستہ حالی   میرا وطن جہاں میں ہو جائے سب سے عالی
ہے تیرے در پہ آقا بندہ ترا سوالی   محروم اپنے در سے ہرگز نہ اے خدا کر
علم و ادب کی دولت مولا مجھے عطا کر

ابرِ کرم چمن میں برسے ترا جھما جھم   لہرائے دو جہاں میں امن و سکوں کا پرچم
کرنا پڑے نہ مجھ کو انسانیت کا ماتم   میں راہِ آدمیت چھوڑوں نہ پھر بھلا کر
علم و ادب کی دولت مولا مجھے عطا کر

بھر دے تو خوشیوں کے پھولوں سے میرا دامن   اک روز میرا دامن بن جائے صحنِ گلشن
اس میں نہ ہو سکے پھر بادِ خزاں کا مسکن   گائے چمن میں شبنم یہ گیت مسکرا کر
علم و ادب کی دولت مولا مجھے عطا کر

دُعائیہ ترانہ

یارب ہمیں جینے کے انداز عطا کردے   سینوں میں محبت کے طوفان بپا کردے
تو شمعِ ہدایت سے ہر گھر میں اُجالا کر   اَب دُور جہالت کی گھنگھور گھٹا کردے
معبود ہمارے تو وہ علم عطا فرما   جو درجۂ انساں کو کچھ اَور سوا کردے
تو علم و ادب صدق و اخلاص عنایت کر   ایمان کی تابش سے سینوں میں ضیا کردے
ہر مردِ مسلماں ہو اسلام کا شیدائی   اسلام کی دَولت پہ تن سب کو لٹا کردے
خورشیدِ محبت سے رَوشن ہو زمیں ساری   افکار کے پردوں کو آنکھوں سے جُدا کردے

بس ایک تمنا ہے مولا ترے بندوں کی
سرکارِ دو عالم کی اُلفت میں فنا کردے

نعت حبیبِ خدا ﷺ

محمدؐ حبیبِ خدا بن کے آئے
شہنشاہِ بزمِ وفا بن کے آئے

گھٹائیں جہالت کی چھائی تھیں ہر سُو
وہ آئینۂ حق نما بن کے آئے

بھٹکتا تھا گمراہیوں میں زمانہ
دو عالم کے وہ رہ نما بن کے آئے

اُجالا محبت کا پھیلا جہاں میں
نبی آفتابِ ہدیٰ بن کے آئے

ہوا سب کو عرفان مولا کا حاصل
دلوں کے لیے جب ضیا بن کے آئے

اطاعت کریں خالقِ دو جہاں کی
وہ پیغامِ امن و بقا بن کے آئے

نبی کی اطاعت خدا کی اطاعت
وہ اپنے خدا کی رضا بن کے آئے

وہ ہے کون جس پر نہ ہو فیض اُن کا
وہ دریائے جود و سخا بن کے آئے

ہمیں اپنے آقا پہ ہے ناز شبنم
جو محبوبِ حق مصطفےٰ بن کے آئے

معصومہ

چاند کے دیس سے شاید یہ یہاں آئی ہے
نام معصومہ ہے معصوم صفت پائی ہے

ننھی بچی ہے مگر اس کا ادب تو دیکھو
اس طرح بیٹھی ہے جیسے اسے نیند آئی ہے

نام کے بعد بڑھا دیتی ہے سُندر پوری
گھر سے اُلفت ہے اسے گاؤں کی شیدائی ہے

اس کے ہر کام سے ہوتا ہے سلیقہ ظاہر
عمر چھوٹی ہے مگر عقل بڑی پائی ہے

غصہ آتا ہے تو رو لیتی ہے چپکے چپکے
گھر میں آہٹ ہوئی راتوں میں تو گھبرائی ہے

باپ ماں بھائی بہن سے ہے محبت اس کو
اُن سے نفرت ہو تو یہ باعثِ رُسوائی ہے

پڑھتی رہتی ہے ہمیشہ وہ کتابیں گھر میں
لوٹ کر جب بھی وہ مکتب سے کبھی آئی ہے

روشنی اس کو سمجھتے ہیں اندھیرے گھر کی
اس کو خوش رکھنے کی لوگوں نے قسم کھائی ہے

کیوں نہ معصومہ سے اُلفت ہو مجھے بھی آخر
بے کہے چائے مرے واسطے جب لائی ہے

اپنے وطن کی شان نرالی اپنے وطن کی شان

کتنا سُندر کتنا دل کش پیارا دیس ہمارا
ہم بھارت کے رہنے والوں کی آنکھوں کا تارا
اس کی پیاری پیاری ادا پر تن من دھن قربان۔ اپنے وطن کی شان

جس کے ہر ہر پھول کو ہم نے خونِ جگر سے سینچا
اس کا سَر کیوں ہونے دیں گے ہم دنیا میں نیچا
اس کے ہر ذرّے سے اُلفت ہے اپنا ایمان۔ اپنے وطن کی شان

نیل گگن پہ جگ مگ کرتے ننھے منے تارے
روشن ہیں یہ دیس کی اپنے ہیں یہ دل سے پیارے
پیاری پیاری بھولی بھالی ہے اُن کی مُسکان۔ اپنے وطن کی شان

جینا سیکھیں مِل جُل کر ہم گائیں پیار کے گیت
ہوتی ہے دنیا میں اکثر اُلفت ہی کی جیت
انسانوں کا خون بہائے ہے کب وہ انسان۔ اپنے وطن کی شان

پڑھنا لکھنا محنت کرنا ہے اِک اچھا کام
روشن ہوگا دنیا بھر میں دیس کا اس سے نام
پڑھنے میں جی جان لگاؤ بات لو میری مان۔ اپنے وطن کی شان
اپنے وطن کی شان نرالی اپنے وطن کی شان

ستاروں کی دعوت

چم چم چمک رہے ہیں آکاش پہ ستارے صورت ہے ان کی دلکش رنگین ہیں نظارے
ہنس ہنس کے کہہ رہے ہیں تم سے یہ میرے پیارے آؤ زمین سے اوپر تم پاس اب ہمارے
کچھ روز رہ کے کر لو تم سیر آسماں کی
رونق بہت دنوں تک دیکھی ہے گلستاں کی
ہم آسماں کی دنیا آؤ تمہیں دکھائیں نہروں سے دودھ تم کو جی بھر کے ہم پلائیں
چاندی کی طشتری میں میٹھے وہ پھل کھلائیں کھا کھا کے جس کو ہم تم ہنس ہنس کے گیت گائیں
اونچا محل بنا دیں چاندی کا ہم تمہارا
ایسا حسین جس کی کھڑکی دہ ہو کھلا
جو چاہو گے ملے گا تم کو یہاں پہ کھانا سر پر تمہارے ہوگا پھولوں کا شامیانا
چھوڑو گے پھلجھڑی تم گاؤ گے خوب گانا سب کچھ یہاں ملے گا ہے شرط آزمانا
چندا تمہارے ماموں ہم ہیں تمہارے بھائی
پھر ہم میں اور تم میں ہے کس لیے جدائی
خاموش کیوں ہو بچو! منظور کر لو دعوت ہاں کچھ دنوں کی مانگو تاروں سے اور مہلت
امریکہ، روس ہر اک جب رہ گئے سلامت یہ خواب آسمانی بن جائے گا حقیقت
تاروں کے دیس میں بھی ہو جائے گی رسائی
اہلِ زمیں پہ ہوگی سائنس کی بھلائی

تاج محل بنوائیں گے

چاند ستاروں کی دنیا میں اِک دن ہم بھی جائیں گے
ننھی منی پیار کی دنیا مل کر وہاں بسائیں گے
سونے چاندی کی اینٹوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کے لائیں گے، تاج محل بنوائیں گے
چندا ماما کی نگری میں پھول کہاں سے آئے گا
رونق اپنے تاج محل کی آخر کون بڑھائے گا
اپنے دیس سے ہم پھولوں کو چُن چُن کر لے جائیں گے، تاج محل بنوائیں گے
دیس میں چندا کے ملتے ہیں اے امّی کیا یہ بھی پھل
جامن، کیلا، آم، سپاٹو، نارنگی، کٹھل، بیکل
ملتے ہیں تو کہہ دو ورنہ آخر ہم کیا کھائیں گے، تاج محل بنوائیں گے
پانی تو مل ہی جائے گا اس کی کوئی فکر نہیں
ہوگا اُس پیاری دنیا میں بادل کا بھی دیس کہیں
کھوج کے شہری بادل ہی کو اس میں لا بٹھائیں گے، تاج محل بنوائیں گے
صبح سویرے کوئل گیت وہاں بھی گاتی ہے
پھولوں کی ڈالی پہ چڑیا بیٹھ کے پھر اُڑ جاتی ہے
جب یہ چیزیں نہیں تو آخر لطف وہاں کیا پائیں گے، تاج محل بنوائیں گے
اپنے دیس کی پیاری چیزوں کا ملنا جب مشکل ہے
دیس میں چندا کے جو جائے سمجھو اس کو جاہل ہے
چھوڑ کے ساری دنیا کو ہم اپنا دیس بسائیں گے، تاج محل بنوائیں گے

روپ نگر کی سیر

تم سے سنو دو بچوں کی ہے دل چسپ کہانی
روپ نگر کی سیر کریں گے بات جو دل میں ٹھانی
لاکھ منایا ماں نے لیکن بات نہ اُس کی مانی

صبح سویرے گھر سے نکلے گھر والوں سے چھپ کے
چلتے چلتے دونوں بچے اِک جنگل میں پہنچے
شدت کی گرمی تھی اُس پہ دونوں ہی تھے بھوکے

تھوڑی دیر چلے جنگل میں دیکھا باغ انوکھا
پھول کھلے تھے رنگ برنگے سوہی پیلا چمپا
ننھا سا اِک پیڑ بھی دیکھا پھل تھا جس کا میٹھا

پھل کھایا دونوں نے مل کر اپنی پیاس بجھائی
اتنے میں اک ننھی بچی سامنے اُن کے آئی
آگے بڑھ کر بولی تم ہو کون بتاؤ بھائی؟

سچ سچ بولو کیوں تم دونوں میرے دیس میں آئے
یہ وہ دیس ہے بھائی اس میں جو آئے رہ جائے
روپ نگر میں کوئی آ کر کیسے جانے پائے

بات سنی جب بچوں نے تو اپنا حال بتایا
روپ نگر کا شوق ہی ہم کو اس جنگل میں لایا
برسوں سے تھی جس کی خواہش اس کو دیکھ تو پایا

سُن کر ننّھی ہنس ہنس کر بولی آؤ شہر دکھائیں
سونے چاندی کے محلوں کی تم کو سیر کرائیں
بھوکے ہو تو گھر پہ چل کر پہلے کھانا کھائیں

چمک دمک کرتی سڑکیں دیکھیں دیکھے گل بوٹے
ایسی دنیا اُن بچوں نے کب دیکھی تھی پہلے
بچے، بوڑھے اور جواں تھے سب اخلاق کے پتلے

ننّھی بچّی نے دونوں کو اپنا بھائی سمجھا
اُس کے ابّو امّی نے بھی پیار سے ان کو رکھا
اچھے کھانے خوب دیے پھر اچھا اچھا کپڑا

لیکن اِک بچّے کو اپنی ماں کی یاد جو آئی
رو رو کر امّی امّی کی پھر آواز لگائی
ہاتھ پکڑ کر کوئی بولا کیوں روتے ہو بھائی

آنکھ کھلی تو امّی بولی دیکھ رہے تھے سپنا
شاہد میری باتیں مانو سُن لو میرا کہنا
رُوپ نگر جانے کو جھگڑا ہرگز اب مت کرنا

نانی اماں کے قصّے کو بالکل جھوٹ سمجھنا
ورنہ میری مار سے مشکل ہے اب تیرا بچنا

عِلم کی دولت

ہے بچو! وہ کون سی دولت — جس سے ہے دُنیا کی رونق
کرتا ہے جو اس سے اُلفت — ہے اُس پر اللہ کی رحمت
جو بھی ایسی دولت پائے — وہ دُنیا میں عزت پائے
دل میں رہتی ہے یا پھر سر میں — نا ممکن ہے رکھنا گھر میں
جو خوبی ہے اس جوہر میں — کب پاؤ گے سیم و زر میں
ساتھ سفر میں یہ رہتی ہے — سردی گرمی سب سہتی ہے
دولت یہ اصول ہے ایسی — خرچ کرو تو اور بڑھے گی
اس نے پائی صورت ایسی — کب پائے گا سونا چاندی
اس کے فیض سے دنیا روشن — دیکھ نہ پائے پھر بھی رہزن
کون ہو آخر اس سے بڑھ کر — ہے یہ تخت و تاج سے بہتر
جس کا کوئی نہیں ہم سر — ہے گنج یہ انمول گوہر
نام ہے اس کا پیارا پیارا — ہے وہ سب کی آنکھ کا تارا
اس دولت کا نام بتاؤ — یا مجھ سے ہی سنتے جاؤ
"علم" ہے وہ تم ذہن میں لاؤ — خود سیکھو اوروں کو سکھاؤ

سب سے اچھی علم کی دولت
جس میں ہے عزت ہی عزت

بچپن کی یاد

آسماں کی حسین وادی میں جب کبھی چاند مسکراتا ہے
دیکھتا ہوں وہ اپنے جلوؤں سے ذرّہ ذرّہ کو جگمگاتا ہے
چاندنی میں جو کھیلتے ہیں کبھی کھیل نس نس کے گلوں کے بیچ
بچپنا جو گذر گیا اپنا مجھ کو زہ رہ کے یاد آتا ہے

غیر ممکن ہے مل سکیں مجھ کو میرے بچپن کی چاندنی راتیں
چاند کی تابناک دنیا میں کب ملیں گی مجھے وہ نم ساتیں
موج دریا میں چھوڑ کر کشتی جستجو بھی نہ ہو کنارے کی
ایک میں کیا جناب حالی بھی اس کو سمجھیں گے خواب کی باتیں

کیسے بچپن کی زندگی گذری چاند کو اس کا علم حاصل ہے
یا مری بات پر گواہ اگر پوچھیے سچ تو بس مرا دل ہے
کتنے آموں کے باغ میں گذرا چاندنی رات کا حسیں عالم
میرے بچپن سے پوچھیے جا کر آپ کو اختیار کامل ہے

دن جو بچپن کے میرے بیت گئے اُن کو واپس بلا نہیں سکتا
چاند کی چاندنی کا لطف کبھی زندگی میں اٹھا نہیں سکتا
رات دن وقت جو گزرتا ہے چپکے چپکے مجھے یہ کہتا ہے
کام کرنا ہے جو ابھی کرلے پھر ترے پاس آ نہیں سکتا

آؤ ہم سب مل کر گائیں

چم چم چمکیں چاند ستارے   ہیں کتنے رنگین نظارے
اس دھرتی کے بچے سارے   دیکھ رہے ہیں آنکھ پسارے

لازم ہے تعریف خدا کی
جس نے ایسی چیز عطا کی

کوک رہی ہے کوئل کو کو   پھیل رہی ہے پھول کی خوشبو
مستی سی ہے چھائی ہر سُو   کیوں ہو پھر آنکھوں میں آنسو

آؤ ہم سب مل کر گائیں
پیار زمانے کو سکھلائیں

موجیں مار رہا ہے دریا   کتنا صاف ہے پانی اس کا
چاند کا اس پر عکس ہے پڑتا   یا پانی میں چاند ہے نکلا

کتنا دل کش ہے یہ منظر
آؤ دیکھیں اس کو جی بھر

دیکھو باغوں کی ہریالی   پتّی پتّی ڈالی ڈالی
آج خوشی میں ہے متوالی   ہے کلیوں کی شان نرالی

ناز و ادا ہیں یہ دکھلاتے
گلشن گلشن ہیں مہکاتے

چڑیا نگری سے چڑیا کا   ہم کو یہ پیغام ہے آیا
جو بھی محنت سے گھبرایا   اس نے کچھ آرام نہ پایا

کام میں ہو مصروف جو تن من
ہوگی تم سے دنیا روشن

چندا

چندا ماما

پیاری پیاری صورت والا چم چم دنیا کو چمکاتا
رات میں دیکھو کون یہ آیا دور ہوا جس سے اندھیرا
بولو کون ؟ وہ چندا ماما

سر پہ ڈالے نور کی چادر کالی رات کا دشمن بن کر
ساتھ لیے تاروں کا لشکر حسن بکھیرا کس نے گھر گھر
بولو کون ؟ وہ چندا ماما

کوکو باغ میں بولے کوئل وجد میں گانے گائے بلبل
ہر سو ہے جنگل میں منگل رات میں بخشی کس نے ہلچل
بولو کون ؟ وہ چندا ماما

ننھے منے بچے سارے جھومیں آج خوشی کے مارے
روشن در دیوار ہمارے رات میں کس کا فیض ہے پیارے
بولو کون ؟ وہ چندا ماما

ہے کتنی رنگینی چھائی پتی پتی ہے لہرائی
سب نے کھوئی بہجت پائی میں نے کس کی بات سنائی
بولو کون ؟ وہ چندا ماما

امتحان

سال بھر کے بعد پھر آیا ہے سر پہ امتحاں / پڑھ رہے ہیں رات دن اب کھیل کی فرصت کہاں
بات اک دن بھی نہ مانی جس نے ہو استاد کی / کچھ نہ پوچھو کیفیت اب اُس دلِ ناشاد کی
قدر و قیمت وقت کی اے کاش ہم بھی جانتے / علم کہتے ہیں کسے کیا چیز ہے پہچانتے
دم نکل جاتا ہے گویا دوستو کچھ شک نہیں / سوچتے ہیں جبکہ ناکامی نہ ہو جائے کہیں
یاد کرتے ہم سبق ہر روز کا جب وقت پر / امتحاں کے خوف کا ہوتا کہاں دل میں گزر
اک طرف ساری کتابیں اک طرف ابا کا ڈر / ہو گئے ناکام تو گھر میں کہاں اپنا گزر
جھڑکیاں امی کی ہوں گی اور بھائی جان کی / اور ابا یوں کہیں گے لو خبر شیطان کی
وقت تھا پڑھنے کا جو وہ کھیل ہی میں کٹ گیا / امتحاں بھی آئے گا اک دن یہ کس کو ہوش تھا
امتحاں کا وقت سر سے اپنے ٹل سکتا نہیں / کوئی انساں گردشِ عالم بدل سکتا نہیں
اس لیے دن رات پڑھتے ہیں کتابیں آج کل / ہے یقیں ہم کو ملے گا ایک دن محنت کا پھل
آپ کو ہم سے محبت ہے تو اتنا کیجیے / امتحاں میں پاس ہونے کی دعائیں دیجیے

امتحاں کے بعد پھر ہم بھی منائیں گے خوشی
کامیابی سے ملے گی ہم کو نئی زندگی

آئی برکھا کی رُت آئی

کالی کالی بدلی چھائی　　پانی کا سندیسہ لائی
کھیتوں نے شادابی پائی　　پتّی پتّی ہے لہرائی
آئی برکھا کی رُت آئی

ندی، نالے، دریا، پوکھر　　مار رہے ہیں ٹھاٹھیں جی بھر
پانی ہی پانی ہے گھر گھر　　کتنا دلکش ہے یہ منظر
آئی برکھا کی رُت آئی

جھوم کے برسے کالے بادل　　کھیت ہوئے ہیں سارے جل تھل
سورج نے اوڑھی ہے کمبل　　دھرتی آج بنی ہے دلدل
آئی برکھا کی رُت آئی

چھائی ہے ہریالی ہر سو　　کوئل بول رہی ہے کوکو
کیف آگیں ہے پھول کی خوشبو　　پھرتے ہیں جنگل میں آہو
آئی برکھا کی رُت آئی

آؤ دریا تک ہم جائیں　　کاغذ کی کچھ ناؤ بنائیں
دھیرے دھیرے اُسے چلائیں　　پھر ہم سب یہ مل کر گائیں
آئی برکھا کی رُت آئی

چاند

آسماں پہ چمک رہا ہے چاند		کتنا پیارا ہے خوش نما ہے چاند
چاندنی اس کی کتنی پیاری ہے		ساری دنیا پہ وجد طاری ہے
ہے چھپا بادلوں کی جھرمٹ میں		جیسے دلہن ہو کوئی گھونگھٹ میں
لو وہ نکلا چمک بڑھی اس کی		کھل گئی واہ وا کلی دل کی
بھولے بھٹکے کا راہ بر ہے یہ		جیسے تاروں کا تاج ور ہے یہ
اپنی تصویر جب دکھاتا ہے		بچہ بچہ بھی مسکراتا ہے
بیل بوٹے کا حسن کیا کہنا		جیسے پہنے ہوں نور کا گہنا
کاش ایسا کبھی جو ہو پاؤں		میں بھی چندا کے دیس تک جاؤں

چاند کا گھر اگر ہو میرا گھر
ناز جتنا کروں گا قسمت پر

پھر بہار آئی ہے

سال بھر کے بعد پھر آئی ہے گلشن میں بہار　　ڈالی ڈالی پتہ پتہ پر پیدا ہو نکھار
ایک عرصہ پر ملا ہے حُسن کا زیور اسے
بُلبلِ شیریں نوا پھولوں سے ملتا ہے گلے
ڈالیوں میں پھول کے گچھے ہیں لٹکے اس طرح　　کان میں پہنے ہوئے عورت ہو جھومر جس طرح
سر پہ ہے رکھے ہوئے ہر پیڑ اب پھولوں کا تاج
کر رہا ہے اس طرح ہر چیز پر وہ اپنا راج
پھول کی خوشبو اُڑا کر مست ہے بادِ صبا　　دے رہی ہے اہلِ عالم کو گلستاں کا پتا
گا رہا ہے کوئی بلبل گیت میٹھے پیار کے
کوئی بلبل شاخ پر بیٹھا ہے تھک کے ہار کے
ناچتی پھرتی ہے تتلی ڈالی ڈالی گھوم کے　　کہہ رہی ہے رازِ اُلفت پھول کا منہ چوم کے
اس طرح صحنِ زمیں پہ پھول آتے ہیں نظر
آ گئے ہیں سارے تارے آسماں کے فرش پر
باہمی اُلفت سے بڑھتا ہے گلستاں کا وقار
کب کہیں آتی ہے میرے دوستو فصلِ بہار

زمانے کو اپنا بنا کر رہوں گا

زمانے کو اپنا بنا کر رہوں گا — محبت کے نغمے سُنا کر رہوں گا
اندھیرا مٹاؤں گا میں اس جہاں سے — چراغِ محبت جلا کر رہوں گا
مسافر جو بھٹکا ہو منزل سے اپنی — اُسے راہِ منزل دکھا کر رہوں گا
عداوت کی ماری ہوئی زندگی کو — شرابِ محبت پلا کر رہوں گا
بچے گا نہ اب بھائی کا بھائی دشمن — میں بچھڑے ہوئے دل ملا کر رہوں گا
کتابِ عمل سے جو غافل ہے اس کو — سبق زندگی کا پڑھا کر رہوں گا

ٹپکتے ہیں آنسو جو آنکھوں سے شبنم
انھیں آج موتی بنا کر رہوں گا

نونہالو بڑھو! نونہالو اُٹھو!

کدورت کو سینوں سے اپنے نکالو — دلوں میں محبت کی بنیاد ڈالو
گرے ہیں جو پستی میں ان کو سنبھالو — محبت سے دُنیا کو اپنا بنا لو

اٹھو نونہالو بڑھو نونہالو

وطن کا تمھیں کو اٹھانا ہے پرچم — تمھیں تو ہو کے شہنشاہِ عالم
بناؤ محبت کی دیوار محکم — نہ ہارو آؤ محنت سے کہتا ہے شبنم

اٹھو نونہالو بڑھو نونہالو

باتونی میاں

رہتے ہیں قصبہ میں میرے ایک باتونی میاں — روکنے سے بھی نہیں رُکتی کبھی اُن کی زباں
دُھن یہی ہر دم ہے اُن کی قوم کا لیڈر بنوں — قوم پیچھے ہو مرے مَیں قوم کے آگے رہوں
فرق کچھ تذکیر اور تانیث میں کرتے نہیں — گفتگو میں پھر بھی وہ لاتے ہیں الفاظ حسیں
ایک دن بولے کہ میں جاتا ہوں پڑھنے کے لیے — گھومتی ہے یہ زمیں اس کو سمجھنے کے لیے
مُرغیاں دیتے ہیں انڈے مُرغ کیوں دیتی نہیں — اِس سے بڑھ کر ظلم دنیا میں نہیں کوئی نہیں
سُن کی باتیں اُن کی مجھ کو آ گئی فوراً ہنسی — یہ کہا میں نے مبارک آپ کو ہو لیڈری
میں ہنسا میری ہنسی پر اُن کو طیش آ ہی گیا — میرے سَر کو ایک ہی پتھر میں زخمی کر دیا

ہیں حقیقت میں مرے قصبہ کی وہ رُوحِ رواں
دیکھ کر بچے انھیں کہتے ہیں اے بڑھو میاں

میرا وطن

جس کی کلیوں نے بخشی مجھے زندگی　　　غم کے عالم میں دی جس نے سچی خوشی
جس کے ذرّوں میں ہے مُسکراہٹ چھپی　　　جس کی ہر شے میں رقصاں ہے میری ہنسی
ہے وہ میرا وطن سب سے پیارا وطن
وہ زمیں جس پہ گزرا ہے بچپن مرا　　　جس پہ مکتب مرا جس پہ گلشن مرا
جس پہ ہے پیارا پیارا سا مسکن مرا　　　یعنی ہے جو مسرّت کا مخزن مرا
ہے وہ میرا وطن سب سے پیارا وطن
جس پہ ماں نے جھولا جھلایا مجھے　　　لوریاں دے کے جس پر سُلایا مجھے
جس نے سینے پہ اپنے بٹھایا مجھے　　　گیت جس نے خوشی کا سُنایا مجھے
ہے وہ میرا وطن سب سے پیارا وطن
جس کی گودی میں جمنا کی لہریں رواں　　　جس پہ کوہِ ہمالہ کا فخرِ گراں
پیڑ آموں کے جس پہ یہاں اور وہاں　　　جس کے سایے نے گرمی میں بخشی اَماں
ہے وہ میرا وطن سب سے پیارا وطن
کتنی دل کش ہے اپنے وطن کی فضا　　　فخر جتنا کریں اُس پہ ہے سب بجا
اُس کی بخشش کا کیسے ادا ہو صلہ　　　گیت گاؤں گا خوشیوں کے اَب میں سدا
ہے وہ میرا وطن سب سے پیارا وطن

بادل آئے بادل آئے

بادل آئے ، بادل آئے　　　بادل چھم چھم مینہ برسائے
دم بھر میں جل تھل کر ڈالا　　　انساں حیواں پیڑ نہائے
بہتا ہے پانی ہی پانی　　　ایسے میں کوئی آ جائے
بادل نے مستی برسائی　　　جنگل دریا سب لہرائے
پتہ پتہ جھوم رہا ہے　　　دیکھ کے میرا جی للچائے
بادل میں جب بجلی چمکے　　　بند ہوں آنکھیں دل گھبرائے
آگ لگی پانی میں دیکھو　　　بادل میں بجلی لہرائے
اس رُت کی رنگین فضا پر　　　گرمی سردی شرما جائے

ابر کرم کے ساز و نوا پر
مور جو ناچے شبنم گائے

ارادے

ہر گھر میں محبت کی اِک شمع جلائیں گے   نفرت کو عداوت کو دُنیا سے بھگائیں گے
سوئے ہوئے انساں کو جو ہوش میں لے آئے   ہم سازِ محبت پر وہ گیت سنائیں گے
ماں باپ کو دیکھیں گے عزت کی نگاہوں سے   ہم اُن کے اشاروں پر سر اپنا جھکائیں گے
جب علم و عمل ہی سے عزت ہے ترقی ہے   ہم خود بھی پڑھیں گے اور دنیا کو پڑھائیں گے

اب باز نہ آئیں گے محنت سے مشقت سے
مشکل جو سبق ہوگا آسان بنائیں گے

پیارا وطن

ہم کو محبوب ہے اپنا پیارا وطن   دردو رنج و اَلم کا سہارا وطن
جب کبھی موجِ طوفاں میں ہم گھر گئے   بن گیا بڑھ کے خود ہی کنارا وطن
بھول جاتے ہیں غم اور تکلیف کو   جب بھی کرتا ہے ہم کو اشارا وطن
گود میں جس کے ہنستے ہیں گلگ وچمن   ہے ہالہ جہاں وہ ہمارا وطن
جس کے ذرّوں پہ ہے کہکشاں کا گماں   ہے وہی اپنی آنکھوں کا تارا وطن

وہ زمیں جس میں ہم کو ملی زندگی
جی رہے ہیں جہاں ہے ہمارا وطن

سردی آئی، آئی سردی

گرمی بھاگی آئی سردی　　کانپ رہی ہے ساری دھرتی
دے دو امّاں مجھ کو جلدی　　سوئٹر ، مفلر ، موزہ ، ٹوپی
سردی آئی ، آئی سردی
اونی بستر اونی چادر　　جیسے ایک برفیلا پتھر
کانپ رہا ہوں تھر تھر تھر تھر　　کیسے نکلوں گھر سے باہر
سردی آئی ، آئی سردی
سردی آئی سن سن سن سن　　نیچی کردو گھر کی چلمن
تیز ہوئی اب دل کی دھڑکن　　کردو جلد انگیٹھی روشن
سردی آئی ، آئی سردی
کیسے کھیلیں کیسے کھائیں　　لو کیوں کر آج نہائیں
آؤ راشد خالد آئیں　　ہم سب مل کر گیت یہ گائیں
سردی آئی ، آئی سردی

پیار کی دنیا آؤ بسائیں

میٹھے میٹھے محل بنائیں　　عدل کا اک بازار لگائیں
اُلفت کی دکان سجائیں　　علم و ہنر کی شمع جلائیں
پیار کی دنیا آؤ بسائیں

ننھا سا اسکول بنا کر　　اچھے اچھے پھول لگا کر
امن و سکوں کا راز بتا کر　　علم و عمل کا رنگ دکھائیں
پیار کی دنیا آؤ بسائیں

چمکیں چاند کی کرنیں پیاری　　جیسے میٹھی نہریں جاری
مستی میں ہو باد بہاری　　گیت خوشی کے پھر ہم گائیں
پیار کی دنیا آؤ بسائیں

ہمارا اسکول

گاؤں سے تھوڑی دور نکل کر دیکھو وہ اسکول ہمارا　صبح کی آمد پر ہو جیسے جھلمل جھلمل کوئی تارا
دیکھو اک بھیڑوں کا گلہ "میں میں" کرتا کھیت میں آیا　گیت گڈریے نے اک گایا سُندر سُندر پیارا پیارا
چم چم کرتا ہے ہر ذرّہ، سورج کا ہے سب پر سایہ　جھوم رہا ہے پتّا پتّا، ہے کتنا رنگین نظارا
اُونگھی رزّاقی سُستی چھائی، بلّو میں لیکن نیند نہ آئی　مار پڑے گی اُستادوں کی، وقت اگر بے کار گزارا
جب وہ بجی اسکول کی گھنٹی، سب لڑکوں نے دوڑ لگائی　جنگ میں جیسے فوجیں آئیں، جنگ کا بجتے ہی نقّارا
راشد، حامد، خالد آئے، پڑھنے سے جی جان لگائے　جو پڑھنے سے کچھ کترائے، ہو گئے وہ بچّے آوارا

میل محبت، علم و ہنر ہی کام زمانے میں آئے گا
آؤ بھائی مل کر گائیں، ہے سُندر اسکول ہمارا

اے بہارِ وطن

پھول کھلنے لگے ہیں چمن در چمن   لوٹ آیا ہے ہر شے کا پھر بانکپن
باغ میں دوڑتے پھر رہے ہیں ہرن   ہے زمانے کی ہر شے خوشی میں مگن

اے بہار وطن ، اے بہار وطن

چاند تاروں میں ہے اِک نئی روشنی   گل بوٹوں نے پائی نئی زندگی
ہے فضائے وطن میں عجب تازگی   اور خوشبو کہ ہے جیسے مشکِ ختن

اے بہار وطن ، اے بہار وطن

گھاس پر ذرۂ شبنم چمکتے ہوئے   جیسے تارے زمیں پر چمکتے ہوئے
ننھے غنچے خوشی میں چٹکتے ہوئے   پیش کرتے ہیں ہر سمت شعر و سخن

اے بہار وطن ، اے بہار وطن

کوئلیں گیت مل مل کے گانے لگیں   بلبلیں ہر طرف چہچہانے لگیں
موجیں بادِ بہاری کی آنے لگیں   وجد میں آ گئے آج گنگ و جمن

اے بہار وطن ، اے بہار وطن

علم

علم وہ دولت ہے جس کو آ نہیں سکتا زوال　　رہ زنِ علم و عمل ہو کوئی ہے غیر محال
علم ہی سے جانتا ہے آدمی فطرت کا حال　　علم ہی سے آدمیت پاتی ہے رنگِ کمال
کامیابی دین و دنیا کی اُسے ممکن نہیں　　علم کو بخشا ہو جس نے درجۂ خواب و خیال
بَل بوئے پھول و پھل دنیا میں کیوں پیدا ہوئے　　ایک جاہل یہ بتا سکتا ہے، کیا اس کی مجال
ناز ہے دولت پہ جن کو اُن سے کہہ دو دوستو!　　مال و زر فانی ہے لیکن علم مالِ لازوال
ہے جہالت جن کی پونجی، ہیں وہ نابینائے قوم　　اُن کے آگے ہر طرف شیطان پھیلاتا ہے جال
سچ تو یہ ہے مقصدِ تخلیق ہے علم و عمل　　علم ہی دیتا ہے انساں کو حقیقت میں جمال

علم کی کچھ قدر کی جاتی نہ تو نے میرے دوست
رو رہا ہے دیکھ کر شبنم تری غفلت کا حال

آجا آجا چندا پیارے

اے آکاش کے راج دُلارے   ہیں تیرے رنگین نظارے
اس دھرتی کے بچے سارے   کرتے ہیں یہ تجھ سے اشارے
آجا آجا چندا پیارے
دن کا راجا سُورج ڈوبا   دیکھ مسافر رستہ بھولا
چھا ہی گیا ہر سمت اندھیرا   ذرّہ ذرّہ تجھ کو پکارے
آجا آجا چندا پیارے
تیری چمک سے دُنیا روشن   جگ مگ چمکے سارا گلشن
رات سے ہے کیا تیرا بندھن   تُجھ کو بھا اے نُور کے دھارے
آجا آجا چندا پیارے
کُوک رہی ہے باغ میں کوئل   بجتی ہے پھُوں کی پائل
سب کی نظر ہے تجھ پہ مائل   نُور سے تیرے ذرّے تارے
آجا آجا چندا پیارے

بَرسَات

چھا رہی ہیں آسماں پر کالی کالی بدلیاں حُسن کی آنکھیں دکھاتی ہیں چمک کر بجلیاں
چھپ چھپا کر جھانکتا ہے آسماں سے آفتاب رُوئے رَوشن پر ہے اس کے کچھ سیہ آبی نقاب
اَب ہوائے جاں فزا چلتی ہے کس انداز سے جَل پودے وجد میں آئے ہوئے ہیں ناز سے
شوخیوں پر شوخیاں کرتی ہے موجِ رُود بار آسماں کی گود میں جانے کو ہے اب بے قرار
کوکتی ہیں آم کی شاخوں پہ پیاری کوئلیں بلبلیں گاتی ہیں کیسے میٹھے نغمے باغ میں
کھُل گئے ہیں آسماں کے در یچے آج کل بَن گئے ہیں سرزمیں پہ آبگینوں کے محل
آنکھیں اُٹھتی ہیں جدھر پاتا ہوں رنگِ زندگی بَج رہا ہے محفلِ عالم میں چنگِ زندگی

ناچتے ہیں مور جنگل میں اُچھلتے ہیں ہَرن
اب تو شبنم نے بدل ڈالا ہے سب رنگِ چمن

کالی راتیں دُور بھگائیں

آؤ ہم سب بیٹھ بھی جائیں
گیت کوئی اچھا سا گائیں
جس کو سُننے پریاں آئیں
ننھے تاروں کو شرمائیں   کالی راتیں دُور بھگائیں

روٹھ گئے ہیں چندا ماموں
کیسے مَن میں جوت جگاؤں
دُودھ ملائی کِس سے مانگوں
باغ میں آؤ دھوم مچائیں   کالی راتیں دُور بھگائیں

ہے ہر سمت اُداسی چھائی
سورج ڈوبا رات ہے آئی
آؤ بھائی آؤ بھائی
ہم سب مِل کر ناچیں گائیں   کالی راتیں دُور بھگائیں

اُلفت کا بازار لگا کر
عدل کی اِک دُکان سجا کر
علم و ہنر کی شمع جلا کر
چھوٹا سا سنسار بسائیں   کالی راتیں دُور بھگائیں

عِلم واَدب سے بڑھ کر دَولت نہیں ہے کوئی

اے ننھے منے بچے قربان تم پہ جاؤں　　میرے قریب آؤ آنکھوں سے میں لگاؤں
ہر اک قدم پہ اپنی پلکوں کو میں بچھاؤں　　اک بھید زندگی کا آؤ تمھیں بتاؤں
علم و ادب سے بڑھ کر دولت نہیں ہے کوئی

یہ پھول سرزمیں کے یہ آسماں کے تارے　　دلکش ہے ان کی صورت رنگیں ہیں نظارے
یہ چاند اور سورج ہیں کتنے پیارے پیارے　　ہر صبح و شام تم کو کرتے ہیں یہ اشارے
علم و ادب سے بڑھ کر دولت نہیں ہے کوئی

دنیا میں چاہتے ہو گر عیش و شادمانی　　خواہش ہے گر تمھاری اچھی ہو زندگانی
باغِ وطن کی تم کو کرنی ہے باغبانی　　اک بات یاد کرلو لِلّٰلہ تم زبانی
علم و ادب سے بڑھ کر دولت نہیں ہے کوئی

دولت پہ ہیں جو نازاں جھوٹی ہے ان کی شہرت　　ہو جائیگی فنا خود دنیا کی ساری دولت
دونوں جہاں کی تم بھی جو چاہتے ہیں عزت　　کہہ دو انھیں بنائیں علم و ادب کی عادت
علم و ادب سے بڑھ کر دولت نہیں ہے کوئی

اٹھو بچو! سویرا ہوگیا ہے

فلک پہ جھلملاتے ہیں ستارے — چمن کے پھول ہیں دامن پسارے
درخشاں ہوگئے اونچے منارے — بڑے دلکش ہیں یہ رنگیں نظارے
اٹھو بچو! سویرا ہوگیا ہے

درختوں پہ لگیں چڑیاں چہکنے — لگے اب غنچے تو بھی مہکنے
لگے اب بلبلوں کے پر پھڑکنے — لگیں جنگل میں ہرنیں بھی بھٹکنے
اٹھو بچو! سویرا ہوگیا ہے

بڑی مستی میں ہے بادِ بہاری — گل و بلبل پہ اک نشہ ہے طاری
وہ دیکھو اٹھ گئی مخلوق ساری — مگر اب تک ہے تم پہ نیند طاری
اٹھو بچو! سویرا ہوگیا ہے

سحر کو سوئے جو ہے مرد کاہل — حقیقت میں اسے کہتے ہیں جاہل
سحر کی نعمتوں سے ہے جو غافل — اسے پھر زندگی سے کیا ہو حاصل
اٹھو بچو! سویرا ہوگیا ہے

شاعر کی نصیحت

اچھا نہیں ہے بچو! محنت سے جی چرانا
کاہل ہیں جو زمیں پر اُن کا کہاں ٹھکانا

علم و عمل کی دولت آئیگی کام تیرے
ممکن ہو جس طرح بھی پڑھنے میں دل لگانا

اللہ کی عنایت ہوتی ہے با ادب پر
جو بے ادب ہوں اُن سے مت دوستی بڑھانا

تم رونقِ وطن ہو تم ہو بہارِ گلشن
رکھو قدم سنبھل کر ہے یہ بُرا زمانا

کرنی ہیں دور تم کو تاریکیاں وطن کی
دیکھا ہے تم نے برسوں تاروں کا جگمگانا

سب جانتے ہوئے بھی غفلت میں کیوں پڑے ہو
اب تک نہ تم نے چھوڑا کیوں وقت کا گنوانا

اپنے وطن سے شاید تم کو نہیں محبت
تب ہی تو نوچتے ہو چڑیوں کا آشیانا

جاہل کبھی ہوا ہے دُنیا میں نام آور
میرا سوال ہے یہ اتنا مجھے بتانا

محنت سے دو جہاں میں ملتی ہے کامیابی
شاعر کی یہ نصیحت ہرگز نہ تم بھلانا

علم کی باتیں

ہر طرف چھٹکی ہوئی تھی چاندنی　　گا رہی تھی مست ہو کر راگنی
ہنس رہا تھا آسماں پہ ماہتاب　　ذرّہ ذرّہ میں تھی اِک تابندگی
تھے گھڑی میں رات کے بارہ بجے　　نیند اب تک کر رہی تھی دل لگی
بجھ رہا تھا جلتے جلتے اب چراغ　　مد رہی تھی الوداعی روشنی
خواب نے قبضہ کیا جب جسم پہ　　آنکھ جھپکی پھر جھپک کر رہ گئی

دیکھتا ہوں ایک پیر ناتواں　　ٹیکتا لاٹھی اِدھر کو ہے رواں
کپکپاتا جسم چہرہ سوگوار　　ہیں بدن پہ زخم کے بیسوں نشاں
ہے چمک لیکن جبیں پہ اس طرح　　جس سے روشن ہے مرا سارا مکاں
آنکھ میں آنسو مگر سوکھے ہیں لب　　ہو رہا ہے پیاس سے وہ نیم جاں
ہے یہ بس تعریف اس کی مختصر　　رات کے ماتھے پہ جیسے کہکشاں
میں نے پوچھا اے ضعیفِ خستہ جاں　　آ گئی کیوں آپ پہ فصلِ خزاں
نام ہے کیا ہے کہاں اصلی وطن　　کچھ سنائیں آپ اپنی داستاں

ہنس کے بولا مجھ سے وہ پیرِ کہن　　دل لگا کر سن اے اہلِ سخن
نام میرا علم ہے میں علم ہوں　　چاند کی دنیا میں ہے میرا وطن
روشنی تھی میری ساری بزم میں　　میں بھی تھا اپنی جوانی پہ مگن
ایک دن وہ تھا کہ میں تھا خوب رُو　　مجھ پہ شیدا تھے سبھی اہلِ چمن

ہائے لیکن آج یہ دن آگیا
سر سے ہوں باندھے ہوئے خونی کفن

دوستوں نے اس طرح تکلیف دی
ہوگیا زخمی مرا سارا بدن

میں سناؤں کس کو پھر رُودادِ غم
ایک ہی کشتی میں ہیں جب مردوزن

پڑھ کے جاہل رہنے والوں کا بیان
کس قدر ہے باعثِ رنج و محن

کیوں رہوں میں جاہلوں کے دیس میں
کس طرح جینے کی ہو دل میں لگن

چاند میرا منتظر ہے میں چلا
الوداع اے شاعرِ شیریں سخن

خواب تھا یہ اک حقیقت ہے مگر
علم پر اپنی نہیں پہلی نظر

ہم یقیں رکھتے ہیں یہ ایمان ہے
علم سے بہتر نہیں لعل و گہر

کاش ہم یہ جان لیتے ساتھیو!
علم سے بڑھ کر نہیں کوئی ہنر

اس لیے لازم ہے پیارے دوستو!
ہوں نہ ہم علم و ادب سے بے خبر

علم کی ہم کو محبت دے خدا
کاش شبنم کی دُعا میں ہو اثر

مُسلمان بچّوں کا گیت

محبت کے جب گیت گائیں گے ہم　　کدورت دلوں سے مٹائیں گے ہم
جو سوئے ہیں ان کو جگائیں گے ہم　　شریعت کا رستہ دکھائیں گے ہم
مسرّت کی دنیا بسائیں گے ہم

زمانہ کرے لاکھ جور و ستم　　ذرا بھی نہ ہوگا ہمیں اس کا غم
نہیں ہم کسی سے دلیری میں کم　　قدم سوئے جنت اُٹھائیں گے ہم
مسرّت کی دنیا بسائیں گے ہم

رگوں میں رواں خونِ اسلام ہے　　دل و جان پہ اللہ کا نام ہے
ہمیں اہلِ دنیا سے کیا کام ہے　　اگر سازِ دل کو بجائیں گے ہم
مسرّت کی دنیا بسائیں گے ہم

نبی ہیں ہمارے شہِ انس و جاں　　بنے جن کی خاطر یہ دونوں جہاں
جھکا جن کی چوکھٹ پہ ہے آسماں　　اُنھیں کے سبق کو سنائیں گے ہم
مسرّت کی دنیا بسائیں گے ہم

سچا دوست

آؤ بچو! سنو کہانی — یاد کرو پھر اسے زبانی
راشد نام کا تھا اِک لڑکا — بچپن ہی سے بات کا سچا
دَولت اُس سے رُوٹھ چکی تھی — قسمت اس کی پھوٹ چکی تھی
باپ کی صورت دیکھ نہ پایا — ماں کا تھا بس سَر پہ سایا
ماں محنت مزدوری کرتی — پھر راشد کو تھی خوش رکھتی
راشد اِک مکتب میں جاتا — پڑھنے میں جی جان لگاتا
کرتا جب استاد کی خدمت — ملتی اس کو جی کی راحت
ساتھی اس سے خوش رہتے تھے — دُکھ کی بات نہیں کہتے تھے
اِک دن راشد مکتب آیا — آنکھوں میں آنسو بھر لایا
بچوں نے جب روتا دیکھا — کیوں روتے ہو اُس سے پوچھا
بولا ماں بیمار ہے میری — خدمت سے لاچار ہے میری
باپ ہوا اللہ کو پیارا — ماں کا تھا بس ایک سہارا
ماں بھی مُنہ کو موڑ نہ جائے — بیٹا کا دل توڑ نہ جائے
اس غم میں آنسو بہتے ہیں — دل کی بات بھی کہتے ہیں
بچوں نے جب سُنی سُنائی — دل گھبرایا آنکھ بھر آئی
اُن بچوں میں امجد بھی تھا — دل کا بالکل سیدھا سادا
شام کو اپنے گھر جب آیا — روتی آنکھیں دل گھبرایا
ماں نے جب امجد کو دیکھا — آج ہے وہ کچھ کھویا کھویا
دونوں ہاتھ کو سر پہ رکھ کے — پوچھا اپنے لال سے اس نے
کیسا غم ہے کیوں روتے ہو — میرے بیٹے منہ سے بولو

امجد بولا امّی سُن لے — سُن لے میری امّی سُن لے
راشد میرا پیارا ساتھی — مفلس اور بے چارا ساتھی
ماں اُس کی بیمار پڑی ہے — اُس کے آگے موت کھڑی ہے
ایک سہارا چھوٹ نہ جائے — راشد کا دل ٹوٹ نہ جائے
سُن کے باتیں لختِ جگر کی — امجد کی امّی یہ بولی
جاؤ بیٹا امجد جاؤ — راشد کو تم جلدی لاؤ
اُس کی ماں کو بھول نہ جانا — ساتھ اُسے بھی لے کر آنا
مجھ کو رب نے دولت دی ہے — دولت دی ہے عزّت دی ہے
وہ دولت کیا میرے بیٹے — جو اپنوں کے کام نہ آئے
راشد تیرے ساتھ رہے گا — ہوگا خوش تو خوب پڑھے گا
اس کی امّی ساتھ رہے گی — میرا دایاں ہاتھ رہے گی
امجد سُن کے بات یہ دوڑا — پھر راشد کو لے کر آیا
راشد کی امّی بھی آئی — اپنے ساتھ وہ رحمت لائی
امجد راشد پڑھنے جاتے — چار بجے وہ لوٹ کے آتے
کیسا جھگڑا اور لڑائی — آپس میں تھے بھائی بھائی
آخر اِک دن دونوں پڑھ کر — علم و ادب میں نکلے ماہر
ہے یہ قصّہ ایک نصیحت — کاش ہو تم میں بھی یوں اُلفت

تم بھی اپنوں کے کام آؤ
جینے کے انداز سکھاؤ

حمد خدائے کریم

اے خدا تیری ذات عالی ہے
تو حقیقت میں بے مثالی ہے

تو نے پھولوں میں دلکشی بخشی
چاند تاروں میں روشنی بخشی

بیل بوٹوں کو تازگی دے دی
تختے پودوں میں سادگی دے دی

حسن بخشا ہے لالہ زاروں کو
رونق و دل کشی بہاروں کو

تو زمانے کو رزق دیتا ہے
ہر بشر تیرا نام لیتا ہے

تو نے شاہوں کو بادشاہی دی
غم کے ماروں کی خیر خواہی دی

تیری قدرت کا کارخانہ ہے
زندگی موت اک بہانہ ہے

بلبلیں جب بھی چہچہاتی ہیں
تیری قدرت کے گیت گاتی ہیں

تو نے احسان ہم پہ فرمایا
ہم کو جینے کا راز بتلایا

تو نے بخشی ہے زندگی ہم کو
پھر بنایا ہے آدمی ہم کو

ہیں زمانے میں جو بھی شاہ و گدا
سب ہیں محتاج تیرے اے داتا

کر سکے شکر کس طرح کوئی
لب ہیں تیرے زبان ہے تیری

ہے ہماری یہ صبح و شام دعا
ہم کو انسانیت کی راہ دکھا

ہم کو علم و ادب کی دولت دے
پھر ہمیں دو جہاں میں عزت دے

پیارا پیارا نام نبی کا

پیارا پیارا نام نبی کا — سب سے اچھا نام نبی کا
دین کی دولت سب کو بخشی — تھا سب پر انعام نبی کا
وحشی، جاہل، دیوانوں پر — تھا لطف و اکرامؐ نبی کا
دشمن دوست، پرائے اپنے — فیض تھا سب پر عام نبی کا
بھولے بھٹکے انسانوں کو — راہ دکھانا کام نبی کا
حامد، احمد اور محمدؐ — پیارا پیارا نام نبی کا
روکھی، سوکھی جَو کی روٹی — کھانا صبح و شام نبی کا
ہوگیا وہ اللہ کو پیارا — ہاتھ لیا جب تھام نبی کا
سچ کہنا سچوں سے ملنا — یہ ہے اک پیغام نبی کا
یاد رہے گا اہل جہاں کو — پھیلانا اسلام نبی کا

پڑھ لو ذرا اے شبنم پڑھ لو
آیا لب پر نام نبی کا

دیکھو بچو ہے یہ تتلی

نیلی، پیلی، اجلی، کالی   ننھی، منی، بھولی، بھالی
دلکش رنگیں صورت والی   اُڑتی پھرتی ڈالی ڈالی
کتنی سندر کتنی اچھی   دیکھو بچو ہے یہ تتلی
رنگ سُنہرا گہرا گہرا   پیارا پیارا دل کش مکھڑا
حُسن خدا نے اس کو بخشا   کتنا اعلیٰ، کتنا اچھا
ہے یہ سب کو پیاری لگتی   دیکھو بچو! ہے یہ تتلی
پھولوں سے ہے اس کو اُلفت   اچھے ساتھی کی ہے صحبت
ہے یہ صحبت اسی کی برکت   حق نے دی ہے اچھی صورت
کومل، نازک، ہلکی پھلکی   دیکھو بچو! ہے یہ تتلی
بات ہماری دل سے مانو   ننھی سی تم جان نہ مارو
اس کو ہرگز تم مت چھیڑو   اُڑ جائے گی پیچھا چھوڑو
دور سے دیکھو صورت اس کی   دیکھو بچو! ہے یہ تتلی
پھولوں کی ہے نکہت اس میں   تاروں کی ہے رنگت اس میں
بچوں کی سی عادت اس میں   ہے پاکیزہ فطرت اس میں
پھر یہ آکر پھول پہ بیٹھی   دیکھو بچو! ہے یہ تتلی

اندھیرا جہاں سے مٹاتا چلا چل

خوشی ہو کہ غم مسکراتا چلا چل   سبق زندگی کا پڑھاتا چلا چل
ارادوں کی دنیا بساتا چلا چل   چراغ محبت جلاتا چلا چال
اندھیرا جہاں سے مٹاتا چلا چل

زمانے کو پیغام الفت سنا دے   پڑے ہیں جو غفلت میں اُن کو جگا دے
تعصب کے پردے نظر سے ہٹا دے   ستاروں کی محفل سجاتا چلا چل
اندھیرا جہاں سے مٹاتا چلا چل

وطن میں محبت کے جو راستے ہیں   وہاں ہر طرف آج کانٹے اُگے ہیں
مگر کیا ترے بھی نئے حوصلے ہیں   قدم ہولے ہولے بڑھاتا چلا چل
اندھیرا جہاں سے مٹاتا چلا چل

یہ مانا کہ رہ زن ہیں رستہ کو گھیرے   ہیں چاروں طرف ہی مصائب کے ڈیرے
نگاہوں میں چھائے ہوئے ہیں اندھیرے   امن کا پھریرا اڑاتا چلا چل
اندھیرا جہاں سے مٹاتا چلا چل

کرے گا تو ہی قوم کی پاسبانی   وطن کی بنے گا تو ہی تو نشانی
بدلنی ہے دریا کی تجھ کو روانی   محبت کے نغمے سناتا چلا چل
اندھیرا جہاں سے مٹاتا چلا چل

نیک کُتّا

تھا کسی گاؤں میں کوئی بوڑھا اس کا مشہور نام انور تھا
پاس بچّوں کو جب بٹھاتا تھا کوئی قصّہ اُنہیں سُنا تا تھا
اک کہانی ہے اُس کی یاد مجھے ہوگیا جس کو بیس (۲۰) سال سُنے
وہ کہانی عجیب ہے بچّو! میں سُناتا ہوں تم اسے سُن لو

ایک کتّا اِک فقیر کے گھر گھر سے جاتا نہ تھا کہیں باہر
کوئی اپنا نہ اُس فقیر کا تھا ہاں اگر تھا تو بس یہی کتّا
کام تھا اس کا گھر کی رکھوالی اس کے دم سے تھی گھر کی خوشحالی
گھر میں جب بھی فقیر آتا تھا پیار سے اپنی دُم ہلاتا تھا
خوش تھے دونوں نہ تھا اسے کچھ غم دونوں اُلفت سے رہتے تھے باہم

آیا قسمت سے ایک دن ایسا بھیک لیکر فقیر جب آیا
سخت سے سخت ہوگیا بیمار چلنے پھرنے سے ہوگیا لاچار
چند دن گھر میں جب رہا کتّا حال دیکھا خراب مالک کا
اُس کو بھی مل سکی نہ اِک روٹی اور کمائی نہ کچھ فقیر نے کی
دل میں کتّا نے یہ خیال کیا بیٹھنا گھر میں اب نہیں اچھا
سر پہ مالک کا ہے بڑا احساں اُس کے جینے کا کچھ کروں ساماں

سوچ کر دل میں وہ یہ بات اُٹھا　　　پاس ہی ایک باغ میں پہنچا
باغ جس میں پھلوں کی تھی کثرت　　　دیکھ کر جن کو ہوتی تھی راحت
پھل اسے جو گرے زمیں پہ ملے　　　دابا ڈالی کو اُس کی دانت تلے
ان کو مالک کے پاس لے آیا　　　اور مالک نے شوق سے کھایا
کچھ دنوں تک یہی رہا دستور　　　مرض مالک کا ہوگیا پھر دور
ہائے لیکن وہ نیک دل کتا　　　خود نہ کھانے سے مرگیا بھوکا

اُس کے مالک نے لاش کتا کی　　　ایک گوشہ میں گھر کے دفنا دی
ایک پتھر کہیں سے پھر لایا　　　اس پہ دو تین لفظ لکھوایا
اسی پتھر کو دیکھتے ہیں سب　　　آج کتا کی قبر پر ہے نصب
اپنی آنکھوں سے میں نے یہ دیکھا
اس پہ لکھا ہے نیک دل کتا

آجا پیاری چڑیا آجا

آجا پیاری چڑیا آجا / میٹھا میٹھا گیت سنا جا
صورت تیری پیاری پیاری / سُن لے سُن لے بات ہماری
دلکش دلکش تیری رنگت / شوخی تجھ میں اور نزاکت
چپکے چپکے تو ہے آتی / گانا گا کر ہے اڑ جاتی
چال میں کچھ آواز نہیں ہے / گیت کا تیرے ساز نہیں ہے
آ تجھ کو اک بات بتائیں / دل میں کیا ہے یہ سمجھائیں
پاس ہمارے ہر دن آنا / دیں گے تجھ کو جی بھر کھانا
پانی دیں گے دانہ دیں گے / جو مانگوں روزانہ دیں گے
ہاتھ پہ اپنے بیٹھائیں گے / باغ میں اپنے ٹہلائیں گے
لکڑی کا اک گھر بنوا کر / دیں گے تجھ کو خود ہی لا کر
تو گھر میں آرام کرے گی / صبح کرے گی شام کرے گی
صبح سویرے اُٹھ جائے گی / پھر کوئی گانا گائے گی
نیند سے ہم بھی جگ جائیں گے / مُنہ دھوئیں گے کچھ کھائیں گے
تو کھائے گی دودھ ملائی / اور ہماری ہوگی پڑھائی
کام سے جب ہم تھک جائیں گے / تجھ سے دل کو بہلائیں گے

ہوگا پورا کام ہمارا
لیں گے ہنس کر نام تمہارا

ہمارا دیس

کتنا دلکش کتنا پیارا ہے سچ! یہ دیس ہمارا
ہے اس دیس کی بات نرالی چھائی ہے ہر سو ہریالی
اونچے نیچے پیڑ زمیں پر جیسے اک راجہ کا لشکر
پھل باغوں میں پھول چمن میں ہے گویا ہر چیز لگن میں
کوہ ہمالہ اس کا نگہباں دیکھ کے تجھ کو چرخ پشیماں
دریا جس میں گنگا جمنا میٹھا میٹھا پانی جن کا
موسم جس میں تین سہانے گرمی جاڑا کون نہ جانے
مستی میں برسات جو آئے ذرہ ذرہ کو نہلائے
مندر اس میں مسجد اس میں بیجا پور کا گنبد اس میں
لال قلعہ اور قطب مینارا تاج محل ہے سب سے پیارا
ہندو مسلم اردو ہندی پیاری پیاری سب کی بولی
دیس نے پائی ہے آزادی ہوگئی گھر کی پھر آبادی
صنعت، حرفت اور زراعت علم و حکمت اور شرافت
سب میں ہے ہر روز ترقی دیس نے کھوئی دولت پائی

دیس کے ہم ہیں دیس ہمارا
چمکا اپنے بخت کا تارا

ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

یہ فرشِ زمیں اور دلکش نظارے   یہ آکاش پہ جگمگاتے ستارے
یہ چاند اور سورج یہ دریا یہ دھارے   کیے کس نے پیدا بتاؤ تو پیارے
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

یہ کس نے اُگائے درخت اور گلشن   بنایا ہے کس نے ہمارا یہ مسکن
یہ کھیت اور سبزہ، یہ خوشہ یہ خرمن   کیا کس نے سورج سے دُنیا کو روشن
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

وہ ہے کون جس نے یہ دنیا بنائی   بہاروں سے رونق چمن کی بڑھائی
ہے قبضہ میں کس کے یہ ساری خدائی   غلامی سے بخشی ہے کس نے رہائی
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

یہ پھولوں کی خوشبو، یہ تاروں کی چم چم   یہ چڑیوں کا نغمہ، یہ بارش کی جھم جھم
یہ اولے، یہ بدلی، یہ برف اور شبنم   کیا کس نے دنیا پہ لطفِ مجسم
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

یہ علم و ادب اور یہ عقل و دولت   یہ دولت، یہ ثروت، یہ نعمت، یہ عزت
تجارت، زراعت، یہ صنعت، یہ حرفت   بتایا کہو کس نے راہِ ہدایت
ہمارے خدا نے ہمارے خدا نے

ماں کی نصیحت

سورج ڈوبا نکلے تارے　　رات ہوئی اب میرے پیارے
کھیتوں سے مزدور نکل کر　　آ گئے سب کے سب اپنے گھر
چھوڑ کے چڑیوں نے بھی پھیرا　　ڈال دیا پیڑوں پہ ڈیرا
بکری گائے بھینس بھی چر کر　　گھر میں آئیں پیٹ کو بھر کر
ہو گئیں گھر گھر شمعیں روشن　　سُونا بَن ہے سُونا گلشن
بیٹھ کے بچے اپنے گھر میں　　کرتے ہیں سب یاد کتابیں
کھیل سے سب نے مُنہ کو موڑا　　پڑھنے سے اب رشتہ جوڑا
جو سیکھا اسکول میں دن بھر　　یاد کریں گے اپنے گھر پہ
میرا بیٹا، میرا پیارا　　سُن لے میری آنکھ کا تارا
تو بھی بیٹھ کتابیں لے کر　　یاد سبق کو کر لے جی بھر
پڑھنے میں جب ہوگا کاہل　　رہ جائے گا بالکل جاہل
پھر تجھ کو آرام نہ ہوگا　　روشن تیرا نام نہ ہوگا
علم ہے دنیا کی وہ دولت　　جس میں ہے عزت ہی عزت
جب تو عالم ہو جائے گا　　عیش، مسرت، سکھ پائے گا

پڑھنے میں جی جان لگاؤ
ماں کا کہنا مان بھی جاؤ

گپّو میاں

تھے کسی گاؤں میں گپّو میاں
ہے بڑی دلچسپ ان کی داستاں

ہوتے تھے دو چار دس بچّے جہاں
کارنامہ فخر سے کرتے بیاں

ایک دن کہنے لگے اے دوستو!
واقعہ اک روز کا مجھ سے سُنو

تھا کسی جنگل میں اک دن جا رہا
راستہ میں اک پھٹا کاغذ ملا

جھک کے اس کاغذ کو میں نے جب لیا
نوٹ وہ دس روپیہ کا بن گیا

ہاتھ میں رکھّے ہوا تھا میں ابھی
ناگہاں اس زور کی آندھی چلی

مُنہ کے بَل میں گر گیا خود اُس جگہ
اُڑ گیا ہاتھوں سے چھٹک کر روپیہ

ایک چوہا بھی وہیں پہ تھا کھڑا
روپیہ اُس نے جھپٹ کر لے لیا

اُس جگہ سے جو وہ بھاگا دوڑ کر
یہ کہا میں نے کہ اے بسترِ ٹھہر

بات میری سُن کے وہ رُک تو گیا
بن گیا لیکن بڑا سا بھیڑیا

بھیڑیا سے بن گیا وہ شیرِ نر
دیکھ کر جس کو مجھے ہوتا تھا ڈر

راہ سے میں نے بھی اک پتھر لیا
اور اُس سے شیر پر حملہ کیا

مار کا میری ہوا ایسا اثر
اُڑ گیا وہ آسماں پر چیخ کر

چیخ جب ماری تو خود مُنہ کھل گیا
روپیہ مُنہ کا زمیں پر گر گیا

دوڑ کر جب روپیہ میں نے لیا
ایک کاغذ کے سوا کچھ بھی نہ تھا

ہاں اُسی کاغذ پہ یہ تحریر تھی
کر نہ لالچ راہ لے اے آدمی

ساتھ تیرے جو ہوا کہنا نہیں
کر نہیں سکتا کوئی اس کا یقیں

ڈوب نہ جانا سُندر تارے

دلکش رنگیں پیارے تارے   دنیا کی ہر چیز سے پیارے
ہم تجھے بچوں کے سہارے   ہم آنکھیں ہیں دیکھ پیارے
ڈوب نہ جانا سندر تارے

چاند سے آگے ہم سے اُوپر   کتنے اچھے کتنے بہتر
اوڑھ کے سر پر نیلی چادر   کرتے ہو دنیا کے نظارے
ڈوب نہ جانا سندر تارے

تم کو اگر روز بھی پائیں   دل میں رکھیں آنکھوں سے لگائیں
اُچھلیں کودیں مل مل جائیں   آجا آجا پاس ہمارے
ڈوب نہ جانا سندر تارے

برکھا ہو یا کالی بدلی   کڑکا کڑکے چمکے بجلی
شکل دکھاؤ تم روپہلی   ہیں یہی اب ارمان ہمارے
ڈوب نہ جانا سندر تارے

آئی بہار آئی

موسم خوشی کا آیا، کیف و سُرور لایا   نوری لباس پہنے کوئی چمن میں آیا
کیسی ہوا یہ اُٹھی بدلی زمیں کی کایا   کلیوں نے مسکرا کر پیغام یہ سُنایا
آئی بہار آئی خوشیاں ہزار لائی

ہر شخص ہے مگن میں ہر چیز ہے مگن میں   شوخی جھلک رہی ہے پھولوں کی بانکپن میں
نغمے مچل رہے ہیں تاروں کی انجمن میں   آئی نسیم سحری پھولوں بھرے چمن میں
آئی بہار آئی خوشیاں ہزار لائی

کتنے حسیں ہیں پیارے یہ چاند یہ ستارے   سب کی نظر میں دلکش ہیں دلنشیں نظارے
چھوتے ہیں آسماں کو چنچل ندی کے دھارے   گلشن کے پھول ہنس کر کرتے ہیں اشارے
آئی بہار آئی خوشیاں ہزار لائی

یہ کھیت لہلہاتے جادو ہیں کیا جگاتے   صحنِ چمن میں ہر سُو بھونرے ہیں گنگناتے
کیا شانِ دلبری سے تارے ہیں جگمگاتے   فرشِ زمیں پہ سب ہیں نازو ادا دکھاتے
آئی بہار آئی خوشیاں ہزار لائی

دریا کا یہ تلاطم، موجوں کا یہ تکلم   یہ بلبلوں کا نغمہ یہ چاند کا تبسم
صبحِ حسیں کا جادو یہ شام کا ترنم   سب مست ہیں خوشی میں کیا دیکھتے نہیں تم
آئی بہار آئی خوشیاں ہزار لائی

جھوٹ پر اللہ کی لعنت

حامد راشد تھے دو بچے
بات کے پکے قول کے سچے

دونوں میں تھی بے حد اُلفت
یہ بھی تھی اللہ کی رحمت

جب بھی وہ اسکول میں جاتے
پڑھ لکھ کر پھر ساتھ ہی آتے

اک دن جب اسکول سے نکلے
دونوں بچے فرصت پا کے

جاتے جاتے راہ میں دیکھا
دو بندر کا کھیل تماشا

خوشیوں میں بس بھول گئے وہ
گھر جانے کو بھول گئے وہ

بندر بندریا کی شادی
دیکھی ساری چال انوکھی

بندریا نے ناچ دکھایا
جو دکھلایا وہ سب دیکھا

ختم ہوا جب کھیل انوکھا
پچھم میں تھا سورج ڈوبا

اَب دونوں بچے گھبرائے
اپنی غلطی پہ پچھتائے

رُکنا اُن کا تھا لا حاصل
رات اندھیری دُور تھی منزل

گھر کے لوگ الگ گھبرائے
کیوں نہ اب تک دونوں آئے

راشد حامد ڈرتے ڈرتے
چل ہی پڑے رَستہ پہ اپنے

چلتے چلتے گھر کو آئے
ابّو، امّی تھے گھبرائے

دیر ہوئی کیوں جب یہ پوچھا
بات جو سچی تھی کہہ ڈالا

سچی بات زباں پہ آئی
اس نے ان کی جان بچائی

پھر امّی نے گلے لگایا
اچھا کام انھیں بتلایا

جب فرصت ہو گھر کو آنا
راہ میں ہرگز مت رُک جانا

سچ بولو ہے اس میں راحت
جھوٹے پہ اللہ کی لعنت

جھوٹ اگر تم دونوں کہتے
بچ جاتوں کھانے میں تم بچے

بادل چھائے

دیکھو بچو! بادل چھائے — بادل نے کیا رنگ دکھائے
رم جھم رم جھم پانی برسے — جیسے کوئی بینڈ بجائے
دھرتی نے آغوش میں اپنی — شیشوں کے ہیں محل بنائے
کوئل باغ میں کوکو بولے — بلبل ناچے گیت سنائے
غنچے چٹکے خوشبو پھیلی — نغمہ جہاں پہ کیوں نہ چھائے
نہریں ہیں جب ہر سُو جاری
شبنم کس کی پیاس بجھائے

دینی نغمہ

اے خالقِ دو عالم ہم پر ہے تیرا احساں انساں ہمیں بنا کر بخشا ہے نورِ ایماں
محروم اپنے در سے مولا ہمیں نہ فرما دے علمِ دین ہم کو دے ہم کو نورِ ایماں
چھٹ جائے سب کی آنکھوں سے جہل کا اندھیرا علم و عمل کی شمعیں ہر دل میں ہوں فروزاں
سایہ فگن ہو ہم پر رحمت کا ابر ہر دم انوارِ احمدی سے روشن ہو بزمِ امکاں
مقبول ہو الٰہی! یہ التجا ہماری علم و ادب عطا ہو دے دولت فراواں
پھولے پھلے الٰہی! یہ گلشنِ ہدایت خوشبو سے اس کی مہکے ہر دشت ہر بیاباں
دشمن ہیں جو بھی اس کے عقل و خرد انھیں دے یا جنگل آہ کر دے یارب! انھیں پریشاں
مولا ہماری تجھ سے یہ آخری دعا ہے
ہو شاہِ انبیاء کی الفت میں جان قرباں

مرا پیارا وطن ہندوستان ہے

سکونِ دل ملا جہاں ہے مسرت جس کے ذرّوں میں نہاں ہے
مرا حالِ دلی جس پہ عیاں ہے جہاں میں ہوں جہاں میرا مکاں ہے
میرا پیارا وطن ہندوستاں ہے
پیامی ہے جو صلح و آشتی کا مزا ملتا ہے جس میں زندگی کا
جو مخزن ہے مسرت کا خوشی کا نشاں جس نے بتایا روشنی کا
میرا پیارا وطن ہندوستاں ہے
چھپے ہیں جس کی مٹی میں خزانے کھلے جس میں ہزاروں کارخانے
بڑے دلچسپ ہیں جس کے فسانے جہاں پیدا کیا مجھ کو خدا نے
میرا پیارا وطن ہندوستاں ہے
کیا آزاد جس کو خون دے کر ہر اک ذرّہ ہے جس کا رشک گوہر
مرا ہمدرد ہے جو میرا زندہ محبت آفریں ہے جس کا منظر
میرا پیارا وطن ہندوستاں ہے
دعا ہے اپنے خالق سے یہ ہردم رہے زندہ وطن کی میرے قائم
وطن مجھ سے کبھی ہو نہ برہم یہ نغمہ ہو لبوں پہ سب کے شبنم
میرا پیارا وطن ہندوستاں ہے

اپنے اُستاد کو جلاد نہ کہنا بچو!

علم کو زحمت و افتاد نہ کہنا بچو! — دورِ تعلیم کو برباد نہ کہنا بچو!
جو ہے جاہل اُسے تم شاد نہ کہنا بچو! — قیدِ غم سے اُسے آزاد نہ کہنا بچو!
اپنے استاد کو جلاد نہ کہنا بچو!

پڑھنا لکھنا تمھیں ہر روز سکھایا جس نے — شمع تہذیب کی سینے میں جلایا جس نے
تم کو حیوان سے انسان بنایا جس نے — اُن کے احسان کو بیداد نہ کہنا بچو!
اپنے استاد کو جلاد نہ کہنا بچو!

کام جس کا ہے شریعت کے اُصولوں جیسا — جس نے سمجھا تمھیں گلزار کے پھولوں جیسا
جس نے بکھرنے نہ دیا تم کو بگولوں جیسا — باغباں ہے اُسے صیاد نہ کہنا بچو!
اپنے استاد کو جلاد نہ کہنا بچو!

اپنے شاگرد پہ ہر وقت ہے شفقت اس کی — علم ملتا ہے تو ملتا ہے بدولت اُس کی
بے غرض رہتی ہے ہر ذرہ میں برکت اُس کی — اُس کو بھولے سے بھی جلاد نہ کہنا بچو!
اپنے استاد کو جلاد نہ کہنا بچو!

علم کا درس جو دیں اُن کو غنیمت سمجھو — جب وہ تنبیہ کریں اُس کو محبت سمجھو
جو سزا تم کو وہ دیں اُن کی عنایت سمجھو — پھول کی ڈالی کو فولاد نہ کہنا بچو!
اپنے استاد کو جلاد نہ کہنا بچو!

برگد کا درخت

ہے ہمارے مدرسہ میں اک برگد کا درخت / بن گئی ہے جس کی ہر ہر شاخ اب مضبوط تخت

اس کا سایہ ہے مسافر کے لیے آرام گاہ / ڈالیاں اس کی ہیں چڑیوں کے لیے جائے پناہ

شوخیاں کرتی ہوئی آتی ہے جب بادِ صبا / اُس کے پتوں سے نکلتی ہے بڑی پیاری صدا

اُس کی ہریالی ہے آنکھوں کے لیے وجہِ قرار / باعثِ فرح و طرب ہے اُس کا ہر نقش و نگار

پیڑ برگد کا ہے یا اک شامیانہ فرش پر / دستِ قدرت نے کھڑا جس کو کیا با کرّ و فر

کچھ بھی ہو یہ پیڑ لیکن ہے بڑے ہی کام کا / موسمِ گرما میں مسکن ہے یہ خاص و عام کا

سال میں اک بار جب آتی ہے گلشن میں خزاں / اس کی ہر ہر شاخ ہو جاتی ہے آنکھوں پر عیاں

شاخ سے ہوتا ہے اُس کے اس طرح پتہ جدا / رُوٹھ جائے دوست جیسے وقت جب آئے بُرا

لُوٹ لیتی ہے خزاں جب دولتِ حسن و جمال / دیکھ کر یہ حال ہوتا ہے ہمیں حُزن و ملال

پھر بہار آتی ہے ملتا ہے اُسے نیا لباس / مل نہ پائے آدمی کو گو کرے ہرجا تلاش

جب چمن میں ہر طرف ہوتا ہے ہریالی کا راج / عیش و عشرت سے بدل جاتا ہے پھر اُس کا مزاج

فصلِ گل میں اُس کو مل جاتا ہے پھر سے وہ جمال / آشکارا اُس کا ہو جاتا ہے دُنیا پر کمال

پیڑ برگد کا ہمیں دیتا ہے اِک درسِ عمل
ہم نہ سمجھیں تو یقیناً ہے یہ اپنا ہی خلل

نغمۂ آزادی

باغباں آزاد ہے صحنِ چمن آزاد ہے — جھومتے ہیں پھول بوٹے یاسمن آزاد ہے
سنبل و ریحاں ہیں شاداں نسترن آزاد ہے — طائرِ شیریں نوا کا بانکپن آزاد ہے
ہو مبارک دوستو! اپنا وطن آزاد ہے

یاد ہے اب تک ہمیں ظلم و ستم کی داستاں — بجلیوں کی زد پہ تھا افسوس اپنا آشیاں
مٹ رہا تھا رفتہ رفتہ زندگانی کا نشاں — رنگ لایا خون آخر اب چمن آزاد ہے
ہو مبارک دوستو! اپنا وطن آزاد ے

کامرانی چومتی ہے آج انساں کا قدم — جنگِ آزادی نے بخشا ہے حکومت کا علَم
ہے بلا شبہ ہمارے رب کا یہ فضل و کرم — آج ہر پیر و جواں ہر مرد و زن آزاد ہے
ہو مبارک دوستو! اپنا وطن آزاد ہے

گلشنِ جمہوریت میں آئی ہے فصلِ بہار — اپنی قسمت نے بنایا ہے ہمیں مختار تاج دار
آسماں دیتا ہے ہنس ہنس کر صدائیں بار بار — ہند والو! اب تمھاری انجمن آزاد ہے
ہو مبارک دوستو! اپنا وطن آزاد ہے

ہو نہیں سکتا وطن میں اب غلامی کا گزر — منہ دکھا سکتے نہیں ہم کو کبھی خوف و خطر
جان لے گا روحِ آزادی کو ہر فرد و بشر — ہر طرف جب مجلسِ شعر و سخن آزاد ہے
ہو مبارک دوستو! اپنا وطن آزاد ہے

کلامِ خدا ہے یہ قرآن ہے

بڑا اس کا رتبہ بڑی شان ہے　　یہ دولت یہ رحمت یہ احسان ہے
یہ اللہ کا پاک فرمان ہے　　مسلمان کا اس پہ ایمان ہے
کلامِ خدا ہے یہ قرآن ہے
ہمیں راہِ جنت دکھاتا ہے یہ　　جہنم سے ہم کو بچاتا ہے یہ
ادب باپ ماں کا سکھاتا ہے یہ　　یہی مردِ مومن کی پہچان ہے
کلامِ خدا ہے یہ قرآن ہے
ہمارے نبیؐ کو ملی یہ کتاب　　پڑھے گا جو اس کو تو ہوگا ثواب
عمل جو کرے گا وہ ہے کامیاب　　نصیحت بہت اس کی آسان ہے
کلامِ خدا ہے یہ قرآن ہے
محبت سے اس کی تلاوت کریں　　جو ہیں نیک ہم ان کی عزت کریں
خدا کی ہمیشہ عبادت کریں　　یہی زندگانی کا عنوان ہے
کلامِ خدا ہے یہ قرآن ہے

دُعا

رات دن ہے خدا سے ہماری دُعا   راہ انسانیت کی ہمیں تو دکھا
نیک بندے جو گذرے ہیں سولا ترے   ہم کو بھی راستہ پر اُنھیں کے چلا
جو زمانے میں بد بخت و گمراہ ہیں   اُن کے سایہ سے بھی دُور رکھنا سدا
جس سے تو شاد ہو کام ہم وہ کریں   وہ ہماری رضا ہو جو تیری رضا
دُور دوزخ سے ہوں اور جنت ملے   ذوق ہو بندگی کا ہمیں وہ عطا
جس طرح چاند سورج سے ہے روشنی   اس طرح ہم سے روشن ہو ساری فضا
لہلہاتا رہے زندگی کا چمن   پھول خوش رنگ ہو اور ہو خوش نما
باپ ماں اور استاد راضی رہیں   اُن کی خدمت کا جذبہ ہو دل میں سدا
ہم کو حاصل ہو دنیا میں علم و ادب   جو ہمارے لیے بن سکے رہ نما
تیرے محبوب پیارے نبی مصطفےٰ   اُن کی اُلفت کا دل میں ہو طوفاں بپا
ہے نبیؐ نے سبق جو پڑھایا ہمیں   اُن پہ عامل رہیں ہم سدا اے خُدا
تیری خاطر مَریں اور زندہ رہیں   ہو کسی کا نہ کچھ خوف تیرے سوا

دونوں ہاتھوں کو شبنم اُٹھائے ہوئے
کر رہا ہوں دُعا ہو قبول اے خُدا

ننّھا منّا بھائی ہمارا

بھولا بھالا پیارا پیارا
ننھا منّا بھائی ہمارا
گود میں امّی کی بیٹھا ہے
سب کو ٹک ٹک دیکھ رہا ہے
میٹھی میٹھی بولی اس کی
کچّی پیاری کتنی اچھی
سمجھے کوئی یہ ہے مشکل
لیکن شیدا اس پہ ہر دل
صورت اس کی کیسی اچھی
چاندی کی ہو مورت جیسی
دیکھ کے سب کو ہاتھ بڑھائے
گود میں خوش ہوکر آجائے
بھوک لگی تو رو دیتا ہے
چین وہ اپنا کھو دیتا ہے
پھر فوراً ہی ہنستا ہے وہ
دل میں سب کے رہتا ہے وہ
امّی کی ہے آنکھ کا تارا
گھر بھر کا ہے راج دلارا
عمر بڑی جب اس کی ہوگی
جائے گا اسکول میں وہ بھی
پڑھ لکھ کر انسان بنے گا
دیس کا اونچا نام کرے گا

ماں باپ کی اطاعت

لازم ہے تم پہ بچو!　　ماں باپ کی اطاعت
دنیا میں اُن سے بڑھ کر　　کوئی نہیں ہے دولت
فرما چکے ہیں بے شک　　یہ ہادیٔ شریعت
ماں کے قدم کے نیچے　　اولاد کی ہے جنت

ماں باپ نے تمہیں ہے　　ناز و ادا سے پالا
ماں نے تمہاری خاطر　　آرام چھوڑ ڈالا
جب پاؤں ڈگمگائے　　اس نے تمہیں سنبھالا
آنکھوں کا نور سمجھا　　گھر کا تمہیں اُجالا

بچپن میں وہ نہ دیتے　　تم کو اگر سہارا
دریائے رنج و غم میں　　ملتا کہاں کنارا
دکھ درد رنج و کلفت　　جس نے کیا گوارا
تم ہی بتاؤ بڑھ کر　　ہے کون اُن سے پیارا

راتوں کو دن بنایا　　بیمار تم ہوئے جب
آنکھوں سے نیند بھاگی　　کھانے سے تھا نہ مطلب
آنسو سے کی دعائیں　　جب بہتر ہوگئے اب
ایسے شفیق و مخلص　　دنیا میں کوئی ہیں کب

جب کچھ بڑے ہوئے تو پڑھنا تمھیں سِکھایا
علم و ادب سِکھا کر انساں تمھیں بنایا
اِسکول سے جو لوٹے ماں نے گلے لگایا
مُنہ ہاتھ دھو کے فوراً کھانا تمھیں کِھلایا

آنکھوں کی باپ ماں کے بس رَوشنی تمھیں ہو
اُن کی نظر میں بے شک تم چاند سے حَسیں ہو
دِل میں بَسے ہو اُن کے گو پاس تم نہیں ہو
ایسی بزرگ ہستی دِکھلاؤ گر کہیں ہو

حُکمِ خدا ہے پیارے اُلفت ہو اُن سے کامل
ہے بَد نصیب جو ہو اُن کے اَدب سے غافل
اُلفت میں اُن کی مَرنا ایمان میں ہے داخل
ماں باپ کو جو دُکھ دے ہے بَد تمیز جاہل

ہونہار لڑکا

صادق ہے دس برس کا / اک ہونہار لڑکا
صورت ہے بھولی بھالی / رہتا ہے صاف ستھرا
باتیں ہیں اس کی پیاری / ہے قول کا وہ سچّا
بیٹھا ہوا ہو جس دم / لگتا ہے سب کو ایسا
جنّت سے آگیا ہو / جیسے کوئی فرشتہ
آنکھوں میں باپ ماں کی / وہ اس قدر ہے پیارا
روشن ہو آسماں پہ / جیسے کوئی ستارا

ہر کام دل لگا کر / وہ وقت پہ ہے کرتا
ہر روز مدرسہ میں / جاکر سبق ہے پڑھتا
فرصت کے دن بھی غافل / پڑھنے سے وہ نہ رہتا
کرتا ہے وہ عبادت / اللہ کی ہمیشہ
کھاتا ہے شوق سے وہ / ملتا ہے جو بھی کھانا
ماں باپ کی اطاعت / وہ فرض ہے سمجھتا
چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں / سب کو سلام کرتا

فطرت میں اُس کی داخل / سوکر سویرے اُٹھنا
ایسا شریف بچّہ / میں نے کہیں نہ دیکھا
اُلفت سبھی سے کرنا / سب سے ادب سے ملنا
ہونٹوں پہ مسکراہٹ / غصّہ کبھی نہ کرنا
بچّے ہیں جو بھی گندے / اُن سے الگ ہی رہنا
استاد کی محبت / تعظیم دل سے کرنا
عادت ہے اس کی اچھی / محبوب اس کا شیوہ

اُس کے لیے دُعا ہے — ہے یہ مِری تمنا
وہ آفتاب بن کر — چمکے جہاں میں مولا
ہو ملک و قوم کا سر — اُس کی وجہ سے اُونچا
پھولے پھلے جہاں میں — وہ خوش رہے ہمیشہ
ہیں جتنے ننھے بچے — جو پھول اور غنچے
لازم ہے اس دُعا پہ — آمین سب کو کہنا

چلیں ایک دُنیا نئی ہم بسائیں

حسیں ساز پہ گیت اُلفت کے گائیں　　جہاں کو پیامِ محبت سُنائیں
غمِ زندگانی کو ہم بھول جائیں　　ہر اک دل میں شمعِ محبت جلائیں
چلیں ایک دنیا نئی ہم بسائیں

سبھی دوست ہوں کوئی بھی ہو نہ دشمن　　نہ رہبر کی حاجت نہ ہو خوفِ رہزن
بھرا ہو محبت کے پھولوں سے گلشن　　سدا خوش رہیں ہر گھڑی مسکرائیں
چلیں ایک دنیا نئی ہم بسائیں

کسی کو کسی سے نہ ہو کچھ عداوت　　نہ ہو گردشِ زندگی کی شکایت
خدا کی ہو سب پہ ہمیشہ عنایت　　خدا کی اطاعت میں ہم سر جھکائیں
چلیں ایک دنیا نئی ہم بسائیں

نظر پھر نہ آئے گا لاچار کوئی　　دوا کو نہ ترسے گا بیمار کوئی
نہ بیچے گا فاقہ سے گھربار کوئی　　سبھی کو محبت میں مرنا سکھائیں
چلیں ایک دنیا نئی ہم بسائیں

وہ دنیا ہو صدق و محبت کی دنیا　　مسرت کی دنیا ہو راحت کی دنیا
خلوص و وفا اور شفقت کی دنیا　　تصور کو ہم اِک حقیقت بنائیں
چلیں ایک دنیا نئی ہم بسائیں

وقت کی قدر

وقت پہ جو نہیں کرے گا کام   کب ملے گا اُسے کہیں آرام
کام میں ہے جو وقت کا پابند   ہوگا مشہور بس اُسی کا نام
لَوٹ کر وقت آ نہیں سکتا   آج ہی کرلو آج کا ہر کام
وقت کی قدر جو نہیں کرتا   اپنے مقصد میں ہوگا وہ ناکام
چاہتے ہو اگر زمانے میں   تم کو حاصل ہو عزت و آرام
جب کسی کام کا کرو آغاز   سوچ لو اُس کا ہوگا کیا انجام
ہیں زمانے میں جو بُرے افراد   اُن سے اچھا نہیں سلام و کلام
ہم نشینی کیسے بچوں کی   گویا پیتا ہے خود ہی زہر کا جام
لکھنے پڑھنے میں جو کرے غفلت   خون روئے گا پھر وہ صبح و شام
اتفاق، اتحاد، میل و ملاپ   اس سے قائم ہے دو جہاں کا نظام

اس نصیحت پہ جو کرے گا عمل
اُس کو شبنم ملے گا لطفِ دوام

وفادار ہیں ہم وفادار ہیں ہم

یہ مانا کہ مجبور و لاچار ہیں ہم　　کسی کی نظر میں خطا کار ہیں ہم
مگر رونق و حُسنِ گلزار ہیں ہم　　وطن کی محبت میں سرشار ہیں ہم
وفادار ہیں ہم وفادار ہیں ہم

ہمیں اے وفا کا سبق دینے والو　　ذرا ہم غریبوں کی تاریخ دیکھو
بتائیں گے حیدرعلی اور ٹیپو　　شہیدِ وطن سینکڑوں بار ہیں ہم
وفادار ہیں ہم وفادار ہیں ہم

محمدعلی جس کو کہتے تھے جوہر　　وطن کے لیے جان دی جاکے باہر
تھے آزاد و اجمل یہ کہتے برابر　　عدو کے لیے مثلِ تلوار ہیں ہم
وفادار ہیں ہم وفادار ہیں ہم

نظر آئے جس کو نہ خوبی ہماری　　ہے آنکھوں میں اُس کی یقیناً خرابی
وطن کی ہر اک چیز ہے ہم کو پیاری　　وطن دل رُبا ہے تو دل دار ہیں ہم
وفادار ہیں ہم وفادار ہیں ہم

وطن کو جو ہوگی ہماری ضرورت　　دکھائیں گے دنیا کو اپنی شجاعت
وطن جانتا ہے ہماری حقیقت　　کہ دشمن کی آنکھوں میں کیوں خار ہیں ہم
وفادار ہیں ہم وفادار ہیں ہم

بڑا ہو کے میں نیک انسان بنوں گا

نہ حاکم بنوں گا نہ سلطاں بنوں گا
بڑا ہو کے میں نیک انساں بنوں گا

رسولِ خدا کی کروں گا اطاعت
نہ چھوڑوں گا ہرگز میں راہِ شریعت

وہ بندے جو غافل ہیں حکمِ خدا سے
جو واقف نہیں ہیں خدا کی رضا سے

سُنا کر پیامِ حدیث اور قرآں
بناؤں گا میں اُن کو سچا مسلماں

ہر اک دل میں پیدا جو ہوگی محبت
نہ ہوگی کسی کو کسی سے شکایت

زمانے کو دوں گا سبق دوستی کا
طریقہ بتاؤں گا میں زندگی کا

نہ ہوگی کسی کام سے مجھ کو نفرت
بڑھاؤں گا میں دوسروں کی بھی ہمت

غریبوں فقیروں سے اُلفت کروں گا
جو بے کس ہیں میں اُن پہ شفقت کروں گا

جو اَن پڑھ ہیں اُن کو بناؤں گا انساں
پڑھا کر ادب سے حدیث اور قرآں

سبھی کی ہدایت بڑا کام ہوگا
اِسی سے مجھے چین و آرام ہوگا

بڑوں کا اَدب اور چھوٹوں پہ شفقت
یہی ہے بزرگوں کی اپنی روایت

کروں گا وہی میں نے جو کچھ پڑھا ہے
یہی آرزو ہے یہی مدعا ہے

میں صدیق و فاروق و عثماں بنوں گا
علی کی طرح نیک انساں بنوں گا

کبھی اس کی دنیا میں عزّت نہ ہوتی

کتابوں سے ہم کو جو نفرت نہ ہوتی
ہماری کبھی ایسی حالت نہ ہوتی

ہمیں اس طرح آج رونا نہ پڑتا
اگر پڑھنے لکھنے میں غفلت نہ ہوتی

اگر خالقِ دو جہاں عقل دیتا
بزرگوں سے ہم کو عداوت نہ ہوتی

ہم استاد سے کس لیے مار کھاتے
ہماری اگر کچھ شرارت نہ ہوتی

خفا کس لیے باپ ماں ہم سے ہوتے
اگر جھوٹ کہنے کی عادت نہ ہوتی

نصیحت بزرگوں کی ہم مانتے جب
ہمیں ساتھیوں میں ندامت نہ ہوتی

بھلا فیل کیوں ہوتے ہم امتحاں میں
فقط کھیل سے جب محبت نہ ہوتی

جہاں میں نہ ہوتے ذلیل اور رسوا
مقدر میں اپنے جہالت نہ ہوتی

اگر پاس ہو جاتے ہم امتحاں میں
غمِ دل سنانے کی حاجت نہ ہوتی

جسے ہوش آتا نہیں ٹھوکروں سے
کبھی اُس کی دُنیا میں عزّت نہ ہوتی

علمِ دین

اپنے ابّا جان سے کہنا ہمارا جب سلام　　پھر سُنا دینا اُدب کے ساتھ اُن کو یہ پیام
تم امانت ہو خدا کی اور ابّا ہیں اَمین　　بات فوراً وہ سمجھ لیں گے اگر ہوں گے ذہین
پہلے وہ قرآں پڑھائیں گے تم کو پھر دینی کتاب
تاکہ رُسوائی نہ ہو پیشِ خُدا روزِ حساب
اپنے مذہب ہی سے جب بچّہ نہ واقف ہو سکے　　آخرت میں کام کیا آئے گا وہ ماں باپ کے
دین پہلے ہو نظر میں اور دُنیا بعد میں　　فائدہ ہوگا یہاں بھی اور پورا بعد میں
علم دے کر پھر بنائیں جو تمھیں ہے اختیار
ڈاکٹر، انجینئر، آفیسر و عالی وقار
مومنوں پہ فرض ہے اپنے خدا کی بندگی
اس لیے ہے دین کی تعلیم سب پر لازمی

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کی چند مطبوعات

آدم زاد پری لوک میں

مصنف: ضمیر درویش

صفحات: 110

قیمت: -/10 روپے

شاہنامہ کی کہانیاں

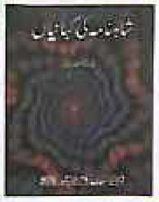

مصنف: آصف نعیم صدیقی

صفحات: 95

قیمت: -/20 روپے

بوڑھیا اور کوا

مصنف: شنکر

صفحات: 24

قیمت: 9.50 روپے

حیوانات کی دلچسپ دنیا

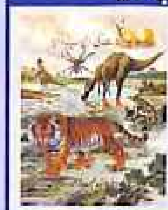

مصنف: محمد خلیل

صفحات: 112

قیمت: -/17 روپے

پیسے کی کہانی

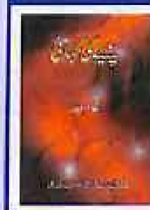

مصنف: اطہر پرویز

صفحات: 80

قیمت: -/14 روپے

سچی کہانیاں

مصنف: مشتاق احمد

صفحات: 56

قیمت: -/9 روپے

₹ 17/-

ISBN: 978-81-7587-922-5

9 788175 879225

राष्ट्रीय उर्दू भाषा विकास परिषद्

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

National Council for Promotion of Urdu Language

Farogh-e-Urdu Bhawan, FC- 33/9, Institutional Area,
Jasola, New Delhi-110 025